

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پوچھ کا کلیا نامہ
عرف
دیوانِ پوچھ

من تصنیف حاجی محمد شیخ عبداللہ سوداگر تعلقہ شاہ پور

ضلع گلبرگہ شریف

سلطان المطابع چھتر بازار

اس کتاب کے معنی روح و میثاق
 یہ آنکھ نہیں دہا آنکھ کے سامنے کاربالیہ
 مضمون محمد عبد اللہ حاجی ابدرب - شہر یار وطن محرم ۱۴۴۰ھ

توحید کا بار اُتے عالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>اللہ تیری صورت زری زری زرے عوہ بڑی میں تپا برابر ہے کہاں ہی جائے نہیں تجھ کوں یہ کالی آنکھ سے تو کوں نظر لے گا یہ توفن ہے سو کالی آنکھ کے من یہ وجود میں توحید ہوئے کیوں دریا میں صدف لاکھ ہیراں</p>	<p>بہت بڑی بڑی وہ اللہ کی ہے ایک زری سے راس ہوئی ہے بیچ آنکھ کے جائے مجھ کوں صدف میں سو رکیوں سا بیگنا سمندر سون ایک آنکھ کے آجوں دوا آنکھ سے ایک بوجھتا کیوں ایک صدف کیے سچ میں کن بہر دیا</p>
---	---

سب کل میں عکس چھپا کیوں
 قریب میں ہے کہے تو سچ ہے
 بہت سے تو پھر کے آئے سچ ہے
 تو تین ہے تیرے میں سب میں ہے
 یہ کانک بھری آنکھ بڑی نظر تڑا دی
 تو چوہے غیر کوئی نہیں تو ہی تن
 تو کون ہے تو ہی جاننے
 واحد کہنا تجھے ساز نے
 یہ علم خاص خاص تیرا ہے
 تو ایک تمام رنگ تیرے
 ہر رنگ میں شان تیری
 جتنے نظر آتے ہیں تیری ہیں
 کہنا ہے اندر چور کے سوتیرے
 نہ تجھ کو کون کوٹ ہے نہ بروج
 ہے میں نہیں میں ہمد رکھایا
 پوچھا تجھے رنگ سے دیجیہ لولا
 تو وجود میں ہے تیری کو کون نکلا
 یہ پائے سوکالے کالے چہ
 وز گنو سو پڑا لے گیا نی

یہ بولنا اندر کہہ سکتے کہا ہوں
 یہ جھل جھلا کر میں ہے سوچ ہے
 باہر دھندلے تو بیچ پر لٹی ہے
 ایک جھا تو وہ انصاف انصاف ہے
 یہ دنوں کے نظر قراری سپردی
 ایک اسے رنگ بولے جانے ہیں
 غیر تجھے کیوں پہچا نے
 صحیح کہنا تجھے ساز نے
 وجود کے اندر دیکھنا صاف تیرا ہے
 یہ جھل جھیلے بیشمار تیرے
 ہر جیو میں اسان تیری
 یہ رنگ جتنے تجھے لگے ہیں
 اپس میں کثرت کر سولے کو دیکھے
 تیرے لوگ کے اپر مل جان لقمہ
 میں بوج کر بہت امید رکھایا
 تو وہی ہے تو اللہ تو پا کر مریالا
 تو اندر بننا تجھے کون سکھایا نکالا
 تجھے نا ان گئے کو اسے سوک ہے
 یہ دو دور پڑنے سے پاپانی

غم نہ ہندے جا یگو
 ایک نکات گلے سے طور نکلا
 شمعے اوپر سامنے نزدیک جلی جلی
 بڑے بار میں تھر تھرے تاب ترا
 گھٹ گار تو گھٹ ہے سو تیرے
 بہتر ہے گھر کے سامنے
 ہلا ٹوٹا ہر حضور ہوا سے
 تو نور ہے انجمن کا
 تو دینے والا تو ساجے والا تو جن ہے
 یہ گھر کے نیان کو توج ہے
 اپس کے نور کے خزانے امانتی
 جینے پایا ہے اس کے نظریں سے
 نور کے رنگ ہے بشیر ہے
 یہ جلم غیر کے نمازیں سدا ہے
 کھڑا رکھا ہوں میرے بل میں
 میرے آنکھ میں غشی میں کی کو
 میں دیو اپنے جلم رکھ دیا ہوں
 جہان بیج بیج ہوتا دھیرا نور ہوتا
 جب سدا ہر کے شیری ننگی

پھر پھر کر اپنے گھر آگیا
 وہاں دیکھے سید دل بڑا خوش ہوا
 جیلے دیکھتے میں جل جلی تری
 یہ جل جلی تیرے میں تو تہا ہے
 نک ہو سو گھٹ کا اندر تیرے
 خجوسے ناسفر کے کام میں
 اہصفت کے کام کو ہم قائم ہوئے
 وہ شیر ہے انجمن کے سنگا
 تو دینے والا ایک بے تو ایک جیو
 تاکتا ہوا وہ دیکھا ہوا نظر ہے
 یہ کہا ہے سا لکون کے سینہ ہی
 کوئل بچے کوئے کہ نعل میں ہے
 کالک بھری کو ٹیل نے پالنے ہے
 غار کو جاتا ہے بیشک اولیا
 رکھا ہوں پل کے پل میں
 یہ چلنا مشور ہوا اسپہ مجھ کے رہو
 مجھے عزت دینے اسے عزت رکھنا
 جٹ ہوتا ہے اپنے جھوٹا سی ہوتا
 دوا آنکھ میں سے اپس کے سنگی

توحید و مدح

اللہ تو بڑا ہے سو سچ ہے
 پھرتے ہیں تمام تارے
 جتنے چند کچھ ہیں سینہ میں جم ہے
 پھر پھر حذر میرے پاس آئے
 جن ناؤں میں روشنائی پتری
 جن جوت میں جا کر پایا
 ایک جو ہر ہے ایک جگت ہے
 ایک نوکات سے کالی کو کاٹا
 شکستہ دیکھا سلیس کر دے
 کسی بھید سے ناچیا ہو خانے میں
 کس ساتھ ہے اس کا بہادر ہے
 کہتا ہوں دینا ہے دزن ہے
 آدم لکھا ہے یہ باقی ہے
 ہر بن کو پلاوے وہاں میاں
 اپنے اپنے بدن کو اپنے سر لئے

جتنی تہذیب ہے سو سچ ہے
 پھرتے ہیں سب جمع کے تارے
 یہ سکہ ہے نین کے بیچ میں ہے
 جس کے پاس چند ہی اسکے نام ہے
 جیو کو دہنی جگت کو دیداری
 وہ جان جگت کو مایا
 کاٹیاں سو شخص ہے برہی ہے
 ایک ہے سو نوکات کاٹا
 آنکھ میں قدر کیا جن نے کون
 خانے میں بھرا ہوا جاتا ہے
 جس نے خریدار ہے وہ پار ہے
 ہر پیار سون آدمی نہیں ہے
 نین کے اوپر کی سخی ہے
 من ہے سوا شکار اسے
 اپنے اپنے بدن کو آپ لئے

سو آتا ہے اس کا خوراک اندھرا
 خود اپنے کو کئے میں ظاہر ہے
 پیپ کو کون نکالے یہ من
 بن لئے رہ کو جا بگایا ہے
 ماحول با مہر تیرے یہ بے خون کر
 میں باغ بوئے سے جیسا ہوتا
 بخشش ہے پسنے کو پانی
 یہ دنیا کو کر کے جائین چلے ہے
 میں پنج گیا مجھ سے تیرا نہ
 دنیا کی سفر چلے گیا ہے سکھ ہے
 کوئی بچا ہے تو حیل ہے سیکھ لیا
 یہ لک جبکو اڑو کار سے
 ہر ایک لیتا ہے گن سب اوسکا
 کوئی ذات کو اگو کی نگلی
 یہ دین پر ایمان رکھو سزار
 مزایہ تن میں اتھا جن کا
 کیوں ہوا کو لو یہ روپ کا کام
 نہ سور ہے نہ شمش ہے نہ تیرا ہے
 یہ صاف ہے وہ تیرے جس اوچتی

سر پہ ہے یہ بات کا تارا
 جھانڑو کو جاننے والا ظہور ہے
 پیپ کے کاڑو کہے ہیں
 جن روز ذات کو بنایا ہے
 مرنے کے زبان سے شکر کر
 ایک بار میں نکالے سپہ جہنم تا ہے
 یہ گل کی گنگن کی زندگانی
 کر جھیل پورا اہٹکا نہ دل ہے
 رکھا بدن میں حوض کے خانہ
 سفر کو بیجو وہ نور سے
 گھر میں پھر آئیگا مندان کوئی گا
 اٹوکار جسٹے کرے وہ بیا کا
 دنیا میں گنجے ہے اوس کا
 ظہور ہر ایک دیا جن جن کلی
 اس دیدی سے لیا سو بہار
 کہکریا کے کو لو ہوا آپ ہی جھکا
 یہ سونا ہے ساجے کا سر انجام
 زندہ رہے بالکل پراشکارا
 پاک و ہر صاف ہے ذات مطلق

نہ کم ہوتا وہ عالمی شان عالمی جان
کون سی کون جانے سے
یہ وزن ہے وزن ہی لیکر گیا
کیونکہ کہوں یہ عجیبات ہوئی

وہ کم ہے سودہ کی بڑی شہین ہے
کسی کا نہیں آپ کا خناس ہے
وزن کو چھوڑ کر بھاگے گیا
یہ قدرت عجیب ہے ہونی سمجھائی

درلقا خاص کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

انجمنیں ایک لاکھ لاکھ لگا دی جائیں
من کے بولنے کا یہ بہید ہے
چون چون چراغ چھدا جائے
آپ مضبوط کئے رہ کون
اپس کے تمام گت وہ وصلت ہے
ہر تیز وحدتی اتھا خاضرات ہی
ہر ایک حرف اپنے سے اپنے پائے
عین ابد اس کو نہ بارے
تختی پر شہادت ہوئی اظہار
سیرم کی نزاع کی ہمت
ان شہشاہ انبیا کا
یہ تاج ہے سو تمام مقابلہ کو
ایک نور اس کا کہ ہے سادہ

نوکات کا ٹھوگنے سے سیر کر کے آئے
قلم کو قید کرنے کا وہ خورشید ہے
پار نور میں گیسر جائے
نوکات کے فن میں رہتے کون
کثرت میں کچھ واحدت ہے
کثرت سے بند نیکا نوکات ہے
نور میں سے سراج سے نکل آئے
ید سے کو ایں میں دیکھ جائے
اسلام کے علم کو کون کیا باہر
باہر اگر جھلک کو دعوات
پیار پر پیار اپنے پیار کا
سردار دل دلائے نکا
پکڑا ہے اس نور کا سراپا

کون بھاڑ لیا ہے اسکا بھریا ہے
 نام ہے نامی یہ آدے کا ہے
 جس نوز سے ہزار بان رنگا ہے
 جس دوستی دو جگت جاگتا ہے
 جب ہے سو اُپر ہے
 پہلے منہ اپس کے سر پر ہے
 جدا جاتا ہے وہ مزا ہے
 چادر ہے چکوٹ کو لیتا ہے
 دھرتی بھری ہے ذرہ دست کا
 کیا خدا میرے چھاؤں کا داد
 یہ گھٹ ہے دو اصل ظہور ہے
 جو دین کے دین کو دین ہے
 کئی کفر کی نہیں شکل چہاں سو
 اسلام رحمت اب کیا گھٹ ہوئی
 جو تانے لگے یں یہ دین حشر تک

گوئی نین کے اوپر نظر ہے
 یہ بولنا خاص حقیقت ہے
 اس کے جوت میں ہزار بان بھل ہے
 مجبوری ہو کر لگا سو لگن ہے
 ایک بہانے سے اوپر ہے
 عقل ہے قلم کی بقا کثر ہے
 اور ایک قراری محجزہ ہے
 روزگ بیتا ہے پسروں کوں ہے
 وہ دور ہے کبھی ہے بیشمار
 فیض ہو ایک بندے سے مجبور
 وہ خاص نوز سے معمور ہے
 مشور ہو اجگت کے ایک سر ہے
 میں کھڑی ہوں گریہی ہنیں
 دھن کا رکون کفر کا اوجالا ہے
 یہ قائم رکھو حق بہ دین امیں

بیان رفیق مجاہد حضرت سول مقبول

بیان کا یہ بدیدہ ہی جا رہا ہے
 جن کو دین ساتھ ہی سواہتہ
 منڈان لائیکا کو پڑا لیا ہے

میں راج کیا ہوں اس کا کیا ہے
 میں سپرد دیا لگن ہوں دق ہوں
 اصل وہاں ہی رنگ اکیلا ہے

یہ دید وہ دل بوج وہ جوت
 چاہتے ہیں چھوڑ دی سوا دل بوج
 اک معنی نادران معنی عین بھٹا
 کہتا ہوں میں اُسے جن سزاوا
 اُسے دوست کرم کرم تیرا تو
 لازم یہ دھرنی تو کو کون ہے
 جوا شاہ ہوا نہیں کوئی کارہ
 اچنان میں حالی کا ہون میں
 بیچ پر اسے کسے پار چھٹ گئے
 میں کل میں صاف ہی اچن
 احمد کے آسرے سے نام بریا
 اس کا نام اہر میں نشان ہے
 ادجالا شاہ کو وہ نہیں میں ایک
 بیچ میں ایک مصلحت سے تیرا کو تھا
 وہ نہیں اٹھا لگت احمد کا
 نزدیک ہے وہ موجود بوند
 وہ تجھے سے علم جانتا

کثرت میں ہم شریک گنجو جوت
 تو تھر تھرائے کا لوزہ ہست بل بوج
 نہیں گیا نہ گر پٹ تھا نہ کون تھا
 ہاں باپ وہ بنائی سفر آوار
 اگر میرے پر پیا، گنجو نثار کر تو
 دیتا ہے یہ دوست کون ہے
 جو دیداری ہے وہ بڑا زبردستی
 میں قائم ہوں زمانے کا میں
 وہ دہنی سے وہ دیدار ہو گئے
 آپلے سے آپلے کیسا ہوں
 اندر میں سے سورہ میں گیا
 ادھنا سے اول بابا احمد کو ہے
 ایک چیز کے دو اچھہ کو کر لیں دیکھ ہے
 دو اکھوں میں کہنے کو کر لے قلم پدا
 سین: تھا سو قلم ہوئی کا
 اتنا جو جانا سو وہ مرشد ہے
 علم کو سمجھنا گونس کو پانا ہے

یہ بڑا ابد ہے یہ ہے کو پاسے
 یہ ننھے کے شتائی ہزاران ہے

نہ میں میں دم میں کہ دو دھکا
وہ چھل چھل چھپا تھا گنج میں
جو آپ تھا اپنے سے پاک
ایک محل تھا ایسی تھی نہ گھر کی
یہ چیز ایسی تھی بلکہ ایسی شہر کی
نہ کف نہ ندی نہ نالہ ہے
پائے نہیں پیے سو پانی

تو خواب میں موجود تھا موجود تھا
جب اتھا اتھا چاہنے ہو میں
ان پاک سو ہے زالا پاک
ایک روشنی گلشن کی انجمن کی
نہ کھیں کھیلانے کی یہ شہر گنج ہے
نہ تو گھر نہ گڑوا ہے
آگودیکھ وہاں تو آتی

بیانِ ونی مسیح پوت

تو اب برتنِ جوان کو جوت
ہست اوپر کھلی ایمان نہیں ناہی
اُدھر کچھ ان کے من کو اللہ تھا
منہ دیکھنا آنکھ کے بیچ سے
ہستی کو آپ پایا جب محسوس
جس کو کہتے ہیں بوند کو کرتار
جو بوند ہے نور ہے وہ پوند ہے
وہ جاننا ہے سو ایک انگار ہے
کہاں تک کھولیں کو نکو مایا
میں کون ہوں نہیں میں اللہ
عجب کہے انکو لوگ کہ کرد عالی

نہ نور ہے نہ پونچا نا پوت
نہ مستی میں نہ ندی میں ٹھاری
کھر کو نہ نکاتھانہ دیو تھا
اپنے سے آپ ہی جانے
جب پا چکا تو حقیقت وہ محسوس
بوند کو جاننے والا مصطفیٰ ہے غما
یہ بیچ ہے آخر بات ہے
بھڑکا دے انگار کو یہ بڑا کال ہے
دو رخ میں گیا تھا بیچ ہو کر آیا
عجب ہے محسوس اس کا اللہ
یہ تو چھپا سو صفت کرے سولی

یہ دوست ہے مصطفیٰ خدا کے
 بوجہ جسے کہے جو صدیق
 جتنے تیرے کو مانیا ہے سمنند ہے
 ملکہ تھے یہ چار یار وہ
 کفر کو کیلی سے پھرانے وہ ہے
 کفر کو جو کرنا پامال کیا ہوا
 تو کاسے سو تیرا بچ پکوں میں ہے میرا
 ایک نمک پر رکھا ہوں ایمان ہے
 رکھ سکھ میں دو کم ہی دم
 میرے دل کو اس کی لمبے چادرے

در نقبت ریا مولانا محمد رب عبد اللہ

یہ بہار ہے یہ چار ہے مصطفیٰ کے
 دوسری آدھادل ہے تحقیق
 وہ جانشاہ ہے وہ علی خدا کا ہے
 جو حرف چار کے چار وہ
 چکوٹ کون سرائے والے
 اسلام کے لام کو اٹھا لایا ہوں
 دوزخ میں یہ دوست ہے تیرا
 ایک نمک پر ہے سو آدمی آدم ہے
 ہر دم کے اوپر یہ دم مقدم
 دل کے بیچ میں کرا دیئے

وہ آدمی نہیں ایک عجب ہے سچ ہے
 وہ بل آکھ ہے سو معارف ہے
 جہنم جوت اور تری جان بجا جان
 باقی ہے سو شوق ہے مجھ ہے
 یہ دونوں کی آنکھ کو دوزخ میں ڈال
 اس آنکھ کا کر: نند کو لایا میں
 واحدیت بے گنتی کھڑے ہوئے ہیں
 وہ تاب ہے سو کبلی کی روشنی بکرا ہے

ملا لاکے محب بقاتی کے نام ہے
 علی گے سکے ہے سو معارف ہے
 علی کی اتری جان جان با جان
 سوچ مست مدام احمدی ہے
 عرفان کی خاش آکھ ڈال
 ٹھیرا یا اس کی آنکھ کے تیس گوی ہیں
 اس آنکھ کو روانہ کرنا پیون ہیں
 آپ جدا ہے وہ تاب جدا ہے

آپ کے لوگ اپنے میں نہیں دہ
 تیرا صورت گسو میرا دیدیں گے
 تو گوش بو بونیارہ
 کہاں تک کھوں میں پوچھوں تیرا
 یہ درد دید ہوتی خاص ہوتی
 بول کر کھول علی کے مراتب ہے
 یہ سب بولتے ہیں علی کی شان
 یہ کھیل بد کی آنکھی کھڑی ہے
 یہ علی کو پہچانتے ہیں پورے
 یہ پتھر نہ ولی تھے ج کے پر علی تھے
 فکر ہے سو کمانے کو پانا ہے
 تیرا غیر کو یہ غارے میں نہیں ہے
 فکر کو فنا کرنا وہ عاشق ہے
 وہ جانے کے یہ اکٹھ کو اناج ہے
 خبر ہے بد کو فنا کر نیا لا خبر ہے
 اکٹھ ہے سودہ جمل ہے سا فر
 اس سول کی سیر ہے کرے خوش
 یہ دید کو دیکھنا بڑا درست ہے
 حکم لکھا ہے جب اُسے

رہا تو بھی ایک ہو گا کھیل ہے وہ
 یہ جیسے سو پانے کا ہے رے
 وہ ٹنگورہ وہ نیگاہ دوسارہ
 اُسے بچوں میں ہزار ہاں مراتب
 مل علی سے وہ مقابل ہوتی
 ہونا ایسے ہزار رنگ ہے
 بوجھ لیا سو یہ بدو شواہ کا کام
 یہ جوان گبر حرج کیوں بڑا ہے
 علی کو نہیں جانتے ہیں وہ ہر
 نہ دہاں پر تھے نہ فکر تھی علی تھے
 فکر ہے سو پنا دوست کر کے اکٹھا
 یہ آنکھ میں تیرے سوتی ہے
 حضرت تھے جنم میں اکٹھ کے عاشق ہے
 یہ بوجھ تھی پیٹ کی فنا کی ہے
 توحید بولتے ہیں اکٹھ کچھ کو ہے
 آج کل کی نظر ہے مسافر
 یہ دید کو پٹ کر کھنے سے خوش
 دیکھئے ہے دید سے اُن بڑا ہے
 جہاں اکٹھ لکھا ہے جائے اُسے

جوانی کو جھپک جھپک کے جھنجھال
 یہ جوانی کو جان بوجھ جائے
 یہ پھوڑ ہوئی وزن لاتی
 وہ مرنے کا وہ پائے کا لک ہے
 یہ خار میں جانے سے آنکھ تھی کچھ
 وہ مہی سے ہوا ایک نوک
 ایک پائے میں کھٹکھٹا ترے
 بقنا دیکھنا ہے سوتا پائے کا گئی
 جس کے اوپر سلا تھی کل
 کالی آنکھ پر مقبول کل تاج
 بھری امید ہے تیری
 یہ جو نثار کر د جامہ
 سکنہ رتیرا اجنا تیرا
 تیرا منہ عاشق جاننا
 گھر کا بھید ہے پھر بھید نہ ہونا
 یہ رگ کون کریم کر کے رکھی
 دنیا کو دھونا بڑی ہے دولت
 وہ منی کا نہیں اقبال
 وہ جیتے ہیں سو یہ بکرے ہے

مانس کو کہنے ملا وہی حال
 یہ زندہ ہے فکر کا اُجالا ہے
 معشوق کے فریٹے کو لاتی
 ایک گودی میں جانے سے شیر ہے
 انجان ہونے سے آنکھ ہے آنکھ
 ایک نوک چھیننے سے گیر نوک
 ہو رہ جائے بانٹا ترے
 رضوان دوڑی لئے کے پائی
 تسلیم تمام کیے ہو تو کل
 کالی آنکھیں کل ہے راج
 جھاڑتے ہی پڑے در پر تیری
 پڑیا ہے مرجی پڑ کے جامہ
 کہاں نہیں آس پائے تیرا
 نہ آپ جانتا وہ پھر کے جاننا
 گھر بھید ہونا گھر کا گھر نہ ہونا
 وہ دنیا میں دھرم سے ہوئی
 کسی کے ہاتھ نہیں چھری دولت
 نیٹ پائے ہیں فیصل نال
 اقبال ہے بغل کا بال ہے

نفس ہے سو ایک کھیل وہ تاج
 ایک دیکھ میں ایک نقشہ قائم کیا
 میں نے منہ کے اوپر کرنے والا
 یہ دیکھ کی روشنی خاموش ہوتی ہے
 میں سوچے جانو والا غریب پرور
 میرے کوئل میں کھتہ نہیں نکالے
 مجھے کوئی نہیں چھوڑا میں کہاں
 پن مجھ کو خاص کے پاس رکھنا
 وہ میرے بلبلان ہیں ہمارے
 یہ آنکھ سے ایما کرتے ہیں ہمارے
 ایک اوپر محل بسایا میں
 میں دیکھ دیکھا ہوں دیکھتا ہوں
 کرنے کو یہ بد ہے تیرا
 مشہور ہے نک سیر پر فدا ہے
 اب تو ہے آخرت میں بھلا تو ہے
 ہر بار تسلے دیکھنا میرے کون
 پہچانے نک سے تجھ کو کون
 قربان ہوں میں تیری بلا پر
 میں پھر پھر کے بار یا دل

بات سے دونوں جہاں پھرایا ہے
 میں ملا کے رہنا کے ساتھ قائم کیا
 جیلا میرے دیکھ ہے دونوں دیکھنے والا
 دل میں پہنچا تو یہ گور جا رہے
 میں سیدی ہوں میں غریب ہو پرور
 یا آگ میں ڈالنا نہیں تو باہر سے
 ہر دم میں رضا مند ہوں
 آپ نک کو دیکھ کے تڑپ کر رہا
 دیکھ لے اپنے آنکھ کو وہ دیکھ ہے ہمارے
 یہ آنکھ کو کوئل میں لے کر ہمارے
 ایک نوکات سے محل کو پایا میں
 ایک عین دیکھتا ہوں ایک چٹان پائے
 ایک حوض بھرا ہے نور سے بدستیر
 سب نگ ہے تیرے وہ منجھے ہے
 تیری روشنی دور دور گر میں
 تجھ لینا ہے تو ایک خرابی کروں
 یہ بات کہیں گے لاج سے تجھ کو لانا
 رکھا ہوں سر بلا میں تیرے پر
 پیر نہیں سو پایا میں دل

<p> تیرے لوگوں پر پھری امیری سب چھوڑ کے کہتا ہوں پھرا دو دن کھائے تو درشن سیا کی وہ نظر کچھ کو پانے کی در صبح پاویشان دین سلطان اور رنگ حاجی مخازی یہ کمال ہے کمالیت کا عالم کو گیرا تا وہ عبادت ایک نمک سے اُن کچھ کیا کی بل کے ادب جلی روشنی کے من نور ہے سو ایک رنگ ہے زیب یہ علم سب من شانے ہے تدبیر ہے پلک کے پیر کا اپس کو خواب طفیل مکتب اب تک کسے بول بالا نہیں کیا بے فکر اُس نے ظہور میں آئی اور چاروں کو اپنا کیا یار نہ اللہ کا بل ہے نہ دوسر کا بل اس کثرت سے حد کا نپتا ہے بلبل کن بقرار ہے خاص باندھیا ہے سراسر شرح کا </p>	<p> تیرے لوگوں پر پھری امیری سب چھوڑ کے کہتا ہوں پھرا دو دن کھائے تو درشن سیا کی وہ نظر کچھ کو پانے کی در صبح پاویشان دین سلطان اور رنگ حاجی مخازی یہ کمال ہے کمالیت کا عالم کو گیرا تا وہ عبادت ایک نمک سے اُن کچھ کیا کی بل کے ادب جلی روشنی کے من نور ہے سو ایک رنگ ہے زیب یہ علم سب من شانے ہے تدبیر ہے پلک کے پیر کا اپس کو خواب طفیل مکتب اب تک کسے بول بالا نہیں کیا بے فکر اُس نے ظہور میں آئی اور چاروں کو اپنا کیا یار نہ اللہ کا بل ہے نہ دوسر کا بل اس کثرت سے حد کا نپتا ہے بلبل کن بقرار ہے خاص باندھیا ہے سراسر شرح کا </p>
---	---

کسی سے دوستی کر لیے دوستی مری
 اچھا ہے سو نو چھوڑ کے خیر
 ایک جن کی وجہ سے سو دہری
 اس کی کوڑا کا فرد کو مارا ہے
 بانج بڑا کو رو کو نینا ہے
 یہ آنکھ نہیں ہے یہ دیکھ چھوٹا
 دیو کو نہیں دیکھا ہے ادھر
 دیو لاؤ لکھا ہے وہ قات
 تیر میں ہوا ہے ایسا
 اللہ رکھے شیا کو دل میں

سوگال الف رسالہ

وہ دوست دوست کے حضور سی
 پانے سے پھر اتنا ہوا ہے تیر
 وہ واعوت قیری نگار کی تیری
 انگار کو دھرت سے اُتارا ہے
 بانج کا اسلزام سب کو دینا ہے
 پاس کھڑو تانیں ہے پیسا
 ہے شگ سیاہ تھر تھرا
 بڑا ہے دیو یہ بڑا کھات
 اگین ہے سو سمجھ آیا
 بال کا بول بالا کر نیے بادشاہیں

پنچے سے چھوڑ کر بہار ہے آیا
 یہ برت میں کھامن کو بہت چھا
 بن کے بسم اللہ کھونے کو کہے
 بعد تھا وہ مرا تھا وہ دھن
 عمر میری جی ہے عشق سے گر چھا
 ایک یوں تھے نہ پار تھے
 یہ گیا ہے دل الگ کے نک کن
 عشق کی آگ تن میں دھکی تھی

نفس کے دلاں میں دھو کے دھیا
 آسریے میں جا کر من کو دیکھا تار ہا
 میں جھولا ہونے سے رحیم رحمان کہے
 دیکھتا ہے رگ کے اُپریر گ چن
 بو بکری کون بھیڑ لیا ہے باگ
 ایک اوپر ایک پڑھتے تھے
 یہ رگ کو ڈھویا آدر کون
 تن میں تمام تر پڑھی تھی

مجھ کو سمجھ نہ تھی مجھے مستی تھی کیا
یہ درد سے بھویا کیوں
یو عشق پورا ہے پن بڑا ہے
لٹک گیا تھا یہ سا ایسا
نہیں مادی میں نام ہوا ہے پیدا
نہ سکھ ہے نہ دکھ ہے دکھا پر کا
نہ سچ میں ہے سچے نکالنے کی کوئی بات
چاہنے کی برت نہیں نہیں تھی
یہ ہو رکھے چور چور کہنے کی باتیں تھے
ہر بوند نہ مول نہ موتی ہے
پچھنے کی زبان ہے سو ہماری
یہ ہو رہ فارسی ہے وہ سالہ
یہ ہو رہ مرنے کی ہے پانی
تھا وہاں ایک بڑا پٹھارا
جی کیا نظر سسید کر کے اندر
جیسا پڑا ہے وہ جو ڈھونڈوں
ہو رہے مگر بھر کر نہیں بن یا وہ
دور نہیں جانتے وہ شیر نہیں جانتے
اس کے پر سن تے رہے کہے بات

یہ نہیے کا ناچنا نیگاہ کیسا
تن آج عشق عشق گلے کیوں
یہ دیو ہے نہ بھوت ہے ہلاک
عشق کو لیا ہوں عشق کا غم ایسا
اجل میں وہ ہیرہ ہے وہ حیدر
دل عشق لیا کبھی یا رک لیا کا
اللہ وہ خالق آگ مجھے جلاتی
نہ شعری کی برت بھی نہ تھی
بھوکھا اس کا با تاکل پر ناست تھا
وہ بوند موتی وہ جوتی ہے
یہ بڑا گھن یہ بڑا وزن ہماری
ہر صرف میں ہے وہ اجالا
یہ سیدے کا کرنا رجم کی کرتی
سکھ ایک بار کرنے سے کھویا ہمارا
چاک نے کو کیا وہ چندر
تیار ہے مگر حال نہیں نہیں
آتا ہوا جانتا نہیں وہ بے تیر ہے
نہ پھاڑ کر نہ تھلاؤ کو دیکھاتے
آنکھوں سے دیکھا باہر کی لی بات

یہ نن کو آنکھوں سے بانی
 دے جس میں جھجے زبان میں لانا
 بولیا کے بدھا ہوں بے ہوش
 نہ چک میں ہے نہ چاکھے میں سے
 بوسہ جو نہیں چٹھایاں میں مل
 کم خواب کو کہاں رہے خواب
 نہیں موٹتا ہے وہ بار ہے
 گسرتا و انت یا کے بویا
 ایک رقت کھانہ بھر یا بوتا
 یہ بات کون کچک دیا گھن
 عورتیں اسے مین لگا ہے بانو
 ڈنڈا ملے تے لہون کون
 یہ ذات تیری صفت صفت ہے
 یعنی تھی رکت و صفت ذات
 اس جگت جیو جو جوت جوتی
 یہ بات کار کر کے دیکھا مائی
 ہر تن کے تلاء ہے سب منج
 ہر تن میں جوش دے تجھے نہیں جان

بھاری ہے وہ کچھ یا وین آئی
 یہ اندر رہے سے یہ رسالہ
 نہ تن میں رنگ ہے جو کہ جوش
 اب جھج کر کہ یہ صاف پہرا ہے
 غریب سے نہیں جھج جھج سوترا نہیں
 خواب سہو سواچنے یا سونو
 اس کو کچھ نہیں چٹھایا صحت
 پیار کے خیر کے بولیا مٹیا
 کھانا بھر یا وہ ایسے دور ہوئے
 یہ تن میں لیا من کا جوش
 یہ من مٹ نہ کا ہے وہ جوتی
 دینا پڑا ہے رہا دیا نہ کو
 کسی بات میں رہے لگت ہے
 ذات کی صفت کریں گے بات
 پیار کرنا پورنے کو دوجوتی
 بل پیار سوں پیار کر کے ہے
 یہ من کو گھٹا ہے مہن مان کے
 ہر جیو میں ڈو سے زور پایا

در شکایت باروین جلتا کی

لے بھائیویہ باروی کالی چاند کا ہے
 ہے آج تو خط سالی یہ سختی کا
 آنکھ کے بیچ میں جگتا ہے جگت کا
 یہ دو آنکھ ہے سو مٹی کے کہاں کے
 پہنچنے سے صاف کاروہ ہے سوہن
 دہرنے کو وہاں دیک ہوا ہے
 یہ جھوٹا یہ ترکا دھنڈا لے کا نہیں
 ہزار ہا دیکھتے ہیں چھوٹے لڑتے
 اسے دور رکھتے ہیں وہاں کرنا ہے
 چھپانے کو کیوں زبردست پکڑا
 تا ہونا ہے زلفِ بان کی
 شرم کی خوف ہے اس میں میر کی
 یہ دشمن میرا یہ نہیں کاکیل ہے
 یہ آنکھ کو دوسرا نہیں قبول
 پوری آنکھ کے اپر چل سوا آنکھ
 پید ہی آنکھ کا ایک کرم سے دیکھ
 ہم نے جسے جگ جگ کی جھوٹی
 چاہتے سو جگ میں لے چاہتے بلی جان
 یہ کرتا کو یہ دہلے سو بہار

نیکی کو چھڑ بد می پدی کا ہے
 جو لڑ لیا ہے ہیکاری کو جنت کا
 اسکو نا کھلے تو یہ ایک سختی کا
 یہ بلا ہے یہ آدھے ہے تو مٹی کا ہے
 ہو کر کے دوا آنکھ بنتے سولا کر نہیں
 عمارت کے لئے وہاں پکڑ ہو ہے
 یہ تن کا یہ لہتی نی کا نہیں
 ایک آنکھ ہے یہ کیفیت ہے کہ ہے
 جیلا کر لئے دور کو وہ غلام ہے
 دیکھا انہوں نے گناہ نہ پکڑا
 صاحب نیت ہے سفر کی
 شرم کی بو ہے تہیٹ بہ کی
 ہو رہے میر و دست دشمن ہو ہے
 یہ قرچہ اوسے دوسرا قبول
 تو باکر مرنا وہاں دہر کا دیکھ
 یہ پوری آنکھ کا پڑا ہے کرم دیکھ
 دوزخ کو جدا کرتا ہے سو معمول
 اسل آنکھ کو قرار کر لیا وہ جان
 بے خبر کی آنکھ کو کرتا انکار

<p>تو نور کو لینے کا بڑا بھیبہ پانچ رہے یاد میں اپنے بندہ سے پس رہتے اوٹھ جاتے کو کھانگا اس حال میں سپد سے بھر پور یہ بھام خودی بھاسے۔ نہ ہوگا کئے موم ہوئے یہی ہاں پھر نہ گنگ یہ بہتر ہے سوتن یہ ٹھاٹ پر جا یہ کہان کو دہی ڈھل جاتا خیر کی آنکھ ہے کو کھول جائے یہ آنکھ تو بھانگنے کے بہار ان یہ کہون حاصل پناح ص یہ آنکھ تو نقشہ کا بہلا ہوا اے جو جگ جگ تے مرے تن سے</p>	<p>رکھائے ایک رت میں فعل خل ہے اپنے قدیم کے آشنا سے آنکھ کی جاگ میں جباگا اس ڈول میں تو ہوا فائدہ میں باغ کرے وہ باغ رہو گنا بنو اس کے پتے کہ باغ میں جانو کے سٹی کی ماٹ پیٹ طے اور دل بنا ہوا سول بنانا اس جھل جھلے کے پیچھے رہ جائے اے بعد ہو تو کھن سے کنار ہو خاص میں ناچا دل کا خاص اس نقشہ اور پر مراد دل ہوا یہ گیا ہے مرے پھر آتا ہوتن سے</p>
---	---

درو اعظم و نصیحت

<p>یہ ڈول میں جتنا ہو سکا و تانا دو بیٹھا ہے ہوس ہاتھی کے مانند بہت چرچے کا ٹھان پر لایا بیکیان آزاے گھر کے اوپر</p>	<p>کالی آنکھین کے اُس کرنے میں جو دیتا ہے چل آپکے جھٹ کو مانہ دہان ٹھہرا ہون چوٹ کا ٹھکان انصاف تو رکھ اندر کے پتلی پر</p>
---	---

یہ خوب نہیں بے لاگامی
 ہاں کو چھوڑ دے تو شیر ہے
 کتا ہے تیری کالی کتا تیر کولی
 نیٹ رکھتے ہی ایس کی بہت
 یہ کالی کچھ بھوت بول کر بیگانہ
 سست نہیں چکھو لانا ہے تو
 یہ جھوٹ کو دونوں جہاں کہتے
 لغت کے باغ اٹھے سوچ ہے
 دل میں یہ سودید کا حد کو
 تیرا کرنا ہے ایک نہ تیرا پس نہ
 غبت کو مجھے نہیں بناتی
 دن تیرا کو تو کافر بن گیا
 تیرا شہر بے بھکا نورج پائیگا
 دو گنج ہے سو کیا تو معرفت ہے
 ہے دل میں سدا اس جی جکی
 اُس کو خدا ہے نہ نبی ہے
 پورہ نہیں پکڑا بد روی کا
 پورہ پکڑا ہے کالی ٹھادون
 یہ برپت ہے ایسے جگہ نہ لے

یہ کچھ بھی نہیں کیونکر جانی
 یہ خاٹا تھے ہے محشر تک نہ
 تیرا جانا چھوٹا میں کھونا ہونی
 ایس کو نہ سنبھال آئے آذیت
 جا کے من کو اسے تیرا کھ دیکھ
 جب کھولنا چاہے بولنا ہے تو
 دھرتی سے آسمان میں تھر تھرا
 یہ جان کا گہولہ لگا ہوا ہے
 جٹو محشر تیرا سد کے سب کو
 تو ہو رگم دور کا چاہئے الّا اللہ
 غبت کو برابر کہے زبانہ
 تھے ہونا ہے نو پھر در ایک دو
 تیرے ہاتھ آیا سو شہر جانیگا
 د شہر ہے تیرے صاف ہے
 آئینہ ہے اس کے ساتھ پاس جکی
 نہ سردار ہے نہ مطلبی ہے
 نہ کسی کا آسرا نہ کس کا
 یہ پلکا کے بیچ میں پاؤں
 شروع پاتے ہیں ہلائے بلند

اس تن پر ہزار پابلا آئیں
 مت بولی تو بابر و آقا دست بول
 آئے کو تو نایا پر آئے کو دور
 تیرا ہے ایک تو ہے شافی
 کچا یاد شاہ کر نہیں پھونڈنے
 گھوڑا بڑا خوش آن میں شال
 ہر وقت بدلو بھٹا دو آئی ہے
 اس بدیر کا اوسا بھی گیا بنین
 کالی آنکھ میں یہ فنا تھا بولی
 بقا ہے سو سچ ہے باقی
 وہ جو ہے سو معرفت یہ بدلو
 یہ سونا ہے گھٹ کیا اترتا ہے
 پتھر کے شبہ کو بک سا تو ہے
 ہونا نہ ایک چور لے سا کر
 واحد کے ولی کے مینا ہارنے
 یہ آنکھ کے نیل میں گل باہے
 شاید وہ بھاکار ہے جو چھل
 جسم جہاں ہے وہ جیسا کے پاس
 جاگنے سے جاگنا وہ زندہ دانا

یہ جس کے ہونے سے کچا بابر آئیں
 نہ آتا تو مت کھولنا کچا گدا
 نہ ہے سو وہ دوست ہے جو چور
 یہ اگنڈ ہے تیرا غلامی
 میرا ہے ہیں اس پر بہت یہ بک
 اس میں نہ خوش آن میں شال
 بدکار میں ہے سو وہ آج ہے
 نہ کیا کیا کر دن نکالے ہیں
 حق میں تمام لقی تھا ہولی
 بھا کوئی پھنیاں اُسے ساتی
 یہ جانے سے سستی آئی جب سو
 یہ جو عین کو جانتا ہے سو یہ
 اس کا دیوا ہے یہ ور کرنے شایا
 شعی میں مارنے سے پگلی پگ
 یہ بھید سننے تو سدبار نے
 یہ جو ہے جو میں جانے
 کہہ مات یہ کہہ نہ جھل
 اس میں آکر فہم نہ رہا
 وہ کہہ جاوے اب ہر نا

بس جو ہے دوست مرشان کیا
 آپ تھا کر کے ہوا ہے اے دیوان
 اس نس میں بنگاہ ہے غیبی
 برتا ہے تو بڑا سٹ بڑائی
 سب کھائی جو نرم پائے بھیکوں
 یہ دوست ہے اصل پر دہر پر
 اپنی بڑائی کو آپ نہ بڑائی ہے
 وہ ایک بڑا دہ - بنین ہے
 جس دل میں گنا سونا نزدیک
 کوئی کرے تو پلک اوپر اڑ گیا
 وہ من گئے کا ہے جان -
 اللہ وچن کی بنی سوا عمارت
 اس کے اوپر بر کرتا ہے و بڑا ہی
 لیتا ہے سوا ایک برحق ہے
 میں شیر نیا ہون محمد کو دیکھتے قائم
 میں بند ہے گیا ہونماز کے بندین
 رمضان کے روزے رکھا ہوا
 ایک بات سے اٹانے والا تو
 ایک بہا و ایس ہون ادب کا ریکا

ہر رات کے جاگنے سے جاگنا روشن ہوگا
 اس نین میں فیض ہے سو پہچان
 کرتی ہے اپنے ہو غیبی
 رکھ ایک بڑے سے آسانی
 جو خاص ہے وہ بڑائی بھیکوں
 چل سٹ اوپر نے دل کو پڑا ہے
 رہا اس کے بڑائی کو قبول ہے
 سب اس کے بنائے ہو بھین ہے
 کیون گیا یہ گہرا اس گلی نزدیک
 باقی کے سب ملک میں چڑا گیا
 دہرتی کے اوپر ہے شہان
 راحت اوپر میں سوا ایک عمارت
 نین کی روشنی لیتا ہے و بڑا ہی
 بقا بقا ہے حق وہ بڑا حق ہے
 یہ گھر ہے بہت بڑا بڑا قائم
 بدعت نہ کرا پس کے پیوند میں
 بن حق نہ کسی اوپر رہے باز
 اللہ کے کلام ہون ہوشوئل تو
 جی میں آج ہے سو سب اس کا

جیٹوں مال اس ادب میں جا کے
 یہ خواب رہتا ہے آدمی کے اوپر
 کر ہے جو تجھے ادب کے درکار
 انصاف پر سبب دیا ہے
 جو کوئی اللہ کہے تو ہوئے صاف
 یہ صاف ہوا چوری کا انصاف
 اس تن کے رگ کو کرٹے دو
 انصاف بنی سے ہے بولا
 انصاف ہے صاف کج کا دایہ ظلم
 یہ ظلم تھا تھا ہے انصاف ہے
 انصاف کے پڑتیلی ہے تاکتی
 بڑا ظلم کیا پس کے اوپر کا لا
 مجھے بھر دے ہے پٹ کے سٹ
 اسکو قبول نہیں کرے شادان
 اس نین بدل تو نہ پڑھ
 یہ ناجو ہے سگدل کے ناچے ہے
 جان ہے سو ایک نکات نکات کا
 ان پچو یا تو کھانے پینے کا پچو
 تیرا کرنا سو پانی میں در حال

خواب پڑا تو وہ سب سے بڑا
 نین کی رحمت ہے تجھ پر
 انصاف کو پہچان کر ہے
 وہ علم پس پر غصہ کر ہے
 یہ دید و دیدن کے انصاف
 کون صاف ہوا ہیبت انصاف
 انصاف ہے سو ایک نور
 انصاف ولی کو ہے وسیلہ
 صاف کہے کو چوڑا ہو ڈھرا ظلم
 ہر با کو بد لانا وہ بڑا انصاف ہے
 انصاف ہے عین عبادتی
 ایس کے چوڑا لال کے والا
 میر کمر اس رہ میں کٹ گئی گھٹ
 جن نین کہ ابر نہیں یا ہے کون
 تیرا کرنا ہے سو تو کر پڑھ
 بھرتے دو بڑی دل والا ہے
 دین کے اس کے نوک دے گا
 بچنے ڈول کو پھر ڈالے ہے
 تیرا سنا ہے دیو کا میل حال

<p>توانگار کے ساگنت سراتی ہے میں بڑے بہادری سے لڑنے کے چاہتا بیچ آنکھ میں ہے گت نئے نہ روز نہ رات کرے تو تو کچھ نہیں حال ہے تیرا جان ہر ایک ان کی ست پسا کی بات لازم ہے اپنی پر جان خالی رہو ہے اس کی فکر نہ کرنا ہر جہ میں خوش ہوں ایک ٹولے سے کہ کیا کو سمجھ کر آپ ہو گھر میں سے یہ درد کو دک کے ہیں بیچ میں مردہ ہوں زکھوں کے دیکھ سو آنے کی بھرے کی آنکھ ہے بھونے کی نظر ہوئی ہے بچے میں</p>	<p>پڑتا ہے تو رنگاریں بن باقی ہے گریا کے سما یا ہو بسا نا اس پیچھ کو دیکھ کر فسکو لئے جو نئی کے چادھو لڈتا پھر تو اپنے پیٹ کے ہو پریشانی اس ناچ کے واسطے لاکھے ہاتھ جب سمجھ خدا کی عبادت اس فکر کو توڑنا ایک ٹھہر ہے کالے کو پچان نہیں صرف ہے کہ کیا نہ دے بک کسی کو تے کٹالی کے عہد بار کسے ہیں بیچ نہ ہونے کی چیز کو کھول دیکھ بھون آنکھ بدل ہوئی سے آنکھ ایک کو ایک بکاب کر کٹے میں</p>
---	---

حکایت مار حضرت برہ

<p>حضرت کہے ہیں کیا کروں خفزی میری تو عمر ہاتھ کی برت ہے یہ عمر میں فسکر کیا پیش حاصل ہوئی جس کے نوکات سے</p>	<p>جب فکر کیا میں دستگیری دھویا ہوں چاہا کر نیکی برت درد کے اوپر ہے درد پیش تو اس ملک پر سمجھنے کی دھرت</p>
--	--

<p>سو کیا کے میں جوان ہو کر آیا میں خوشی میں ای خوشی کو کھایا اٹھایا میں کیا ہوں کیا ہوتا بن برباد کھا دی کے اوپر نہ فشانہ سیدنا کالے آنکھ ہے سو بڑا چوڑھے رلے یہ کانے دو آنکھ کو بہت بنھایا بھٹکے تو بھل نہ پرتی نہ جھرتی ہے چھڑ کر کے تو چھوٹوں کی گلی یہ دوست یہ میرا یا یہ میرا آشنا ہونا ہے تو دوست و حرم کا ہوا ہونا ہے تو عزیز تک ہے عرفان ہی کیا نوکات دل سے نکالنے کہ لے یہ پیدا جگت کے کل تھتھن کیا تھا</p>	<p>کپڑا بھی حجاب نہ چل گیا دل اور کہ سر نہ مڑا نہ مڑ گیا کالی اور پاپا اسے ایک بار بود دوست میرا یہ دست ٹھیک وہ چہ دستہ ڈبے گئے گئے یہ دونوں کی دوستی نکال ڈالا تو کیا اور نیٹا ہیچ آنکھ سیٹا کرتا کر کے اور دیکھتے تو گلی وہ میرا زنی میرا نہ خالک ہے ہوتا ہو دوست و حرم کا ہو جس پہن کہ وہ شریعت دلی کھینچ یہ نکالنا ہے طوس کا مڑا سبھلے تاب لگا ساجنی کر نیوالے کو تھا</p>
---	---

در طالب حق مطلق

<p>یہ ہنر ہے سو پیاسے دل جو ہے یہ چھوڑے سو برہاں اپنے اپنے چہ اس کو نور سمجھ کے میں ہوا خوش کا کانٹے کو کرم کہے گھٹانے کو پتھر میں گریں جو پڑا سو چھوڑا</p>	<p>زنگ کے سو بہت اور ڈھرنے تو ہو کر پہ پانا ہے سو جو خاص میرا ہے یہ پائے سو اکل ہے یہ دھندکار پارہونے کو پانا ہے کل کو جی میرا پارہ تھامیں کہ اسکا پایا</p>
---	---

یہ من نثر ہے نہ من ہے نہ تن ہے
 نیابت دوست ہر کسی دوستی کھانسی
 دل تجھے جو جلی میں ساوارے
 پت میں آتے جو پڑا پنے کر آپ ہی سنا
 اپنے سے بڑے آپ ہی کاٹل
 رنگ کے سے گئے تے ہو پور ہو گئے
 تو آپس کو پوچھنا یہ بارے میں
 کر تار کی جوت ہے بھر پوری
 آج کے روز بڑے مرتبہ میں ہوں
 ہر ترن کو پایا کے میں بہت خوش لکھا
 ہونا ہے سو جو کچھ سب بہانے
 اس میں بستر تیرا ہے سر بسر تو
 تیری اے ایک مشکلی بھر کر ہے
 تیری اے ہے سہ ہزار اے غنیمت
 اس کو خاص بڑے کجا بڑا بچا نا
 میرے پاس یہ مونی ہے یہ بڑا مزا ہے
 یقین سمجھ کر اس کو بھیٹ لیا ہوں
 ہر بار میں وہ اصل ہے
 میں لیا ہوں دے کے مجھے ایک تاج

اس من کو زردہ زردہ تن ہے
 دوست کے دوست ہیں دشمن
 سلطان کے فوج میں آوارے
 بچو یا ہے پٹ کے اکی ہے شان
 بتلی کو رشنی کو پایا سو کامل
 دیکھ بڑا ہے دیکھے کو جوش بھرا
 تو کول ہی سو تم ہی جاں یہ باکین
 راحت خدا کی امید ہے پوری
 راحت گئی میں جسے کا دیسا ہوں
 ہر ٹھاؤن کرت ہی بیان تیرا کرنا
 سو سمجھ ہے بیان ہی کھر کھا بھی نہیں
 اس کچھ من کچھ چاٹے آگے میں موجود
 سا جن بھاگتے ہیں وہ بزرگ ہے
 اس کی امر ہے سوا یک ہیشا نریت
 بے حساب یہ بڑا ہے سو بچا نا
 قلعہ کو بڑھانے کو بڑا بن دیا
 ہر راستہ بڑے سو پایا ہوں
 میاں بھاگی سو دن سے لیا ہے
 میں کام لیا ہوں ایسا لیا لکھنا

یا کوئی کم رہے تیرے گھر
یہ امر نہیں ہے تو کہیں ہے۔
یہ امر ہے سو تو ہے رگ ابر تو رکھ
کالی تو مرنے سے میں سمجھ گیا ہے
بالغ ہو تو نہیں سمجھ تو بوڑھا ہے
مت بھول کھیل دال راج محل اب
رگ کو رکھ سلیس دہان مٹنی ہے

ناک کر کے چنک کے اوپر سر۔
اس امر کی قدرت سمجھتے ہیں
حق بات کہے تو رب ہی رب سمجھ
دیا گیا میرے کو اندر کے عالم کا
اس کے بیچ میں پرگز نہ سمجھتے
رگ میں رکھ پن یدار رکھ
ہوشیار ہو اذیر کے من سے

حکایت

سلطان سون ایک زبردی سیر ہے
کھٹ پٹ میں میری عمر ٹھٹی ہے
یہ مجھے نہیں ہے عین ہونا وہاں ہے
اب ذلوں کی دوستی بس ہے۔
یہ ہار کا بڑا ہے گا کون
پایا سے کون اچھے دھڑیو پیارہ
ہر ایک کو بھانا ہر ایک بل سے بھانا
رکھ دھڑیو میں ظاہر وہ بنیا سو ہے
بن بادشاہ ہے سو ایک ہمارا ہے
دھڑیو کیلئے بہت ہوشیار ہوں
یہ شیر دیا تیرا تو پھر پھر اسے

تو بولنے مت کر مجھے رضا دے
ہو سکے فن بھگتی ہے۔
وہاں ہونا ہے بدل کے بدل میں
دل دین کو بندھتا ہوں ہر
ایک بھونکنے سے ہی گنگاؤں
یہ شوق سے حاضر جاتا ہوں
دینا ہے آپس کو بھاگ جانا
ہونا ہے تو ایک ہی جہتم ہے
پیدا کئے ہیں ہم کو ڈالنے کے لئے
کیا ایک یہ جواب دیا سو ہوں
دھڑیو میں چاہئے کو تیرا دے

سلطان سول پھول کھانا میز پر
 میں خوش ہوا میں لیا ہوا
 جولیا ہوا جس کو میں اب دیر لیا ہوا
 یہ مال یہ دیک بچہ سو بائی ہے
 یہ باغ ہے یہ بیس ہے سیلیاں
 لباب ہے یہ شکر ہے یہ شکر ہے تو کھانا
 منہ کھولا سیاہ زلف سب حال
 یہ دیکھ کب تک چلے گی -
 یہ ہاتھی ہے کہاں پہاڑوں سے
 جولیا وزیر شہنشاہ ام سے
 جس امر کو تو لے جانتا ہے
 سن نے کا عمل دیا ہے یہ شکر ہے
 رکھ اپنے کالفتقات عنایت
 اور تو دیا سو تیری ہے پیش
 اس باب میں تیج بچار کرنا ہے
 نس عمر میں تیر کے لانا روز کو
 بہتر ہے کچھ طلب کرنا -

حاجہ حبیب منہ کھول کر چل چلا
 مجھ کو غیر کوئی نہیں دیکھتا ہے
 یہ سکھ گیا مجھے کب تک میں رہوں
 پاس سے لانا سے لانا برا سکھ ہے
 بہت ہی گھٹ ہی نہ بچ ہو جولیا
 یہ ل کی بہت کر لے نہانی کو مرد ہے
 تو کا لاپے کافی آنکھ کا کال
 تیرا دیکھنے والا بچ میں چل گیا
 یہ ہاتھی کا روز لانا کہاں ہاڈوں سے
 ایک عرض ہے ایک عمل کی
 اور اس کی بھی پہنچانا ہے
 کہ خوب دیکھتے تھے کمال کن
 کہ عمر یہ نہا مجھے عنایت
 کرتا ہوں بہت حال اپنا دیوتا
 اس عمر میں بچہ بڑا جبار ہے
 موجود کر کے اس کو کیوں دیکھنا
 اپنے ہو اس آپ بڑا شاہ

در حکایت درویش

سٹ خاخط پنا خلاص ہو کر رہے

یہ خاخط خد کے ہو کر رہے

کہنے والا اگر تجھے چلیا
 تو دردِ نادرد کو رکھ صاف
 یہ درد کو ہلال ہونا ہے
 رے باناں ہے وہ رنگ لاناں
 تجھے کہنے والے زردشت ہے تیرا ہے
 اول تو ہے چھوٹے کو جھٹکے
 سیکھ گیا ہے بن چھوٹا بن موٹا ہے
 بن تو سا بچا ہے جان اسکا
 دوسرے وہ جواں جنت ہے
 دنیا ہے دنیا دوست کو دوست ہو
 ترنے کا تعلق سے جوڑیے
 اترائی میرے اوپر رہی شاد
 چاکتا رہے دھیان میں دھن کے
 کوئی کہے جو مرنے کو مر کے
 یہ دیکھو کو بھی جواب دے یار
 کوئی دست کو در دست بول
 عشق میں جگت نقص کی خوبی
 اس دوا اس کلیجہ کو بند کے ذہن
 عشق توک ہونے سے ہوئی نیش جہان

تو جاں بھو کئے تو ہے کہنا
 شاطرنج کو بھولنا پاک
 نہیں گوگے تو کھال بھو ہے
 دوکال میں ایک نے ہے الی و آ
 یہ کہا ہے تو ٹرا جاتا ہے
 اس جھوٹ کی جا تو آگے جا
 سچ ہے ایک جل ہے وہ میج ہے
 سب جھٹکے کیوں نہ رہی ایک لگا
 عشق کو چوڑا وہ دھرتی آسرا ہے
 ہو جب جو کچھ رکھ روز ہے
 جوں ڈال خزانہ کو توڑ کے
 آزاد سے میں بڑا آزاد
 میں غیر سے نرم نہیں ہونا غمی کے
 یہ مد کو نیا میں نقص بھر کے
 درکار بھی ہے تو کرنے والا کردار
 درد کو بولنا ہے تو دوصفت بول
 پنج بھانے کو وحدت پھرنا ہے خولی
 یہ دو کو ہے سود غلام ہو کر ہے
 سب دھریسی سچ جیتے نہ رہے کشت ہے

بیان فضیلت ہجی

<p>کرتے تھے ایک فلک ایک کئی مین مے کے کیے سوہیت ہے ایک دوست کی تھی آدھی دہار اے دوست دیکھا میں ولایت پل معنی کو جانتے ہیں سارے بولے نہ ایسی نہ اُسے چھوٹ کا من بڑا بڑا ہے دکن کو ہار ہوئے گرا کچھ میں جمل ہمار کا صاحب پنج میں نکلتا ہی ایک جا</p>	<p>بیٹھ تو ابھی زرے زر کپاس میں اگر جاو کے بوند کو بھی ہے بچا کیوں کرے صفت کا رنگ بڑک سی کو نہیں ہے یہ ولایت سمجھ رہے امر تمہارا رے یہ بات بنی نہیں کس سے حور دیکھتا ہے وہ چڑاے ہی سید کرنے سے ہار ہوئے مرکز ڈریا تو سارا درویش کو دل بھر کیا جان</p>
---	--

در فضیلت انسان

<p>جس کی چیز کو اُن ستارہ یہ رگ کو کرنا ہے نیگار بھی یہ ملک کو من لا گیا والا اندر نگاہ کر کر کے جم جم تار میں سونے کا نچو کا رنگ ہے آج کل نہیں منہ دیکھے ہی شیر نکر شاہ بنا ہے جیسر جو ہے ہمارے کہنے کا</p>	<p>جہاں کرتا ہے کلام کا تارہ یہ تیار ہے گر چھنا نہیں اکو بھی یا باغ کو حق ہے سو اُحلا ایک بھلویں دفن کو بونج میں چہاڑ میں یہ آدمی پکے برس کا نور لائے کا ہے تو ہے ایک جو تھے کون جاتا ہے وہ جو پایا ہے بڑا قمر موائی کرنا</p>
--	---

کہتے ہیں احوال ہے سوہل جھلا تو پرج
 یہ نور تیار ہے بڑا نزل ہے
 یمن کو جن نے جانتا ہے۔
 رنگ بد لے ہیں اس رضا کو
 جبر ہوا ہے نور ظہور نے
 یہ کج ہے نور کا آوے جی وہ ہے
 اس کا کھینچا کتنا کھینچا تو بھی کم نہیں ہے
 اتھا آدمی آدم مقرر ہے
 یمنے کمانے کے گھر کو آتے
 جسکا جٹیو ہے جگ جگما اول ہے
 جن جٹیو حور کے آنکھ کے میلنے
 ایک آدمی و جہاں کی مقصد
 کہا غم ہے کب تک کر لنگاہیں
 کھوئے نہیں صفر زور سے کہیں
 میں آیا ہوں بولا ہر تاق میر لگا
 وہ واحد تھی سامنے آیا
 یہ بات سے رحیم نے بخت جانتا۔
 اس بات کو کچا بل یا یا
 خوشی کو چھوڑ کر سر نہ آیا میں

وہ حال ہے سودا نہ دھلا ابوج
 یمن ہے اسی کا اسے روشن ہے
 روز خود کو وہ پہچانتا ہے۔
 شاق سے رنگان ہر سو غیر یمن
 جبر ہوا ہے یمن رنگاں بدلانے
 نور کے کھینچنے کے گھر میں یہ آدمی پیدا ہوا
 مرنے والے کو پوجاتا ہے وہ آدمی ہی
 اب ہے کرنا ہے تسلیم ہے۔
 تیرا مقصد کمانے میں آیا ہے۔
 تن جگ میں کچا اکا کلا کم نظر لگا ہے
 سپر یا ہے اندر اس کو کوئی نہیں جاتا
 وہ آنکھ میں ایک آدمی موجود ہے
 جاننے والے کو آنکھ آنکھ میں
 اب سے سر زامیں کہیں
 اس پر حال کو کہا وہ چاکا ہے
 شروع کی آنکھ تھی چول بول لگا
 یہ روشنی کو رحیم کر کے پہچانتا۔
 بڑک تھی آپ ہو کر باہر آیا
 پر پیچ کچا پر راہ پر رکھا جاتا

کو رہا کچھ کر کیا سرنی
 اس آئینہ جگت کو پانا ہے
 آیا تھا جس پر پاں پڑا
 یہ کچھ ہے حالے جالی جالی پر جالی
 یہ وقت درست ہوا ہے وہ سہرے
 یہ نور ہو ہے قدیم حاسن
 اس وقت مردہ تھا سارا نکلا
 اس بو جہاں پڑے پر کچھ آگیا
 یہ بات انہری پڑھا ہے
 یہ بات اس جہاں دیو کو دھا ہے
 اس روز تمام اپنا اپنا
 اس فن میں باوجود تن میں
 یہ تن میں ہے تک سید کرنا
 یہ تن میں رہے تک سیر کرنا
 نکلا ہے اپنے وطن سے نور
 نوکات نکلا حذر کون ہے
 جانا ہے خاص اپنے گھر کوں
 بل قبل یہ نظر کرو ایک دیکھ
 مانع ہیں میں بوڑھا تھا وہ

لٹکے پڑی ہے بدن کے دانسی
 جیسا دیکھ لایا سونو جوانی ہے
 اب بیچ عین پر پچھا پیر جیٹ
 یہ خاص ہے جالی ہے وہ جالی
 یہ کچھ کو دیا کر نکالا برت ہے
 یہ آنے لگے سب تعاقب کال
 جس میں ہوش آئی وہ ہوشیار نکلا
 ایک بد گھٹ پڑا ہے وہ تیار نکلا
 سینہ کے اوپر سخت چاک کر کے
 اس بات سے اہل پر آوے
 ایسے دھرو درست کام اپنا
 کرتا رہے اپنے ساتھ میں
 کرتا رہے سیر اپنے ساتھ کرنا
 یہ ہے دعواتیر کے کرنا
 بل بل کے آنا چمکے حین میں تو رہا
 ہم چاہئے حین میں جا بک کرنا ہے
 آپس کے آئے اپنے رنگ کون
 بہت بڑا ہے گند گیا ہے دیکھ
 یہ بدن سچ میں دھرنا وہ

روز تو اکبر سے پاسی نہ کرے
 یہ بات دھوئیں میں جاسے
 ہر اک بودا میں یہ دگر یارا
 یہ بھید پر ہے بڑا دگر گزرا ہے
 عمر ہے آدمی کی اپنی ہے
 وہ آفتی کو خبر نہیں خبر نہیں
 ماں بچہ وہ پوت میرا ہے
 داد ہے کہ یہ پوت میرا ہے
 آواز ہے یہ نواسا میرا
 چچا ہے یہ بھتیجا میرا ہے
 ماں کہے بھانجا میرا ہے
 پوچھے تو مجھے نہ ہے اُس کا
 اصل ماں کا نہ باپ کا ہے
 یہ غیب ہے غیب کا لطیفہ
 نہ اُدھر وہ خاص کا گھر ماں کا ہے
 آیانہ کہیں سے نہ جانے یہ ناما ہے
 آگے نہ دھرت اصل نہ مجھ میں
 انجان کہے تو اے برادر
 عمر سے مرنے ہے یہ امرتی جان

اپنے میں جو نور رہتا ہے ظاہر کرے
 ایک اور لباس چمک میں لائے
 یہ بھید ہے بہت بڑا من پیارا
 سکھ ہے کہ گنگ ہے ایک کا قلم ہیں
 جان بہت کھولنا اور مچھانے
 خوشی باغ کو خبر مارنے کی نہیں
 روپ لیا باپ کہنے میرے اس چچا
 داد ہے کہ یہ میرا کھارے کا ہے
 برادر پور و بان جم یا سوا آسرا
 بھائی ڈالے سو بیجہ نکلا ہے
 چھوٹے میرا تر ہے ترس نا ہے
 یہ ہے کونیک کھولنا نہیں کرنا
 بل کے وہ پیپ میں کا آچکا ہے
 وہ جوت ہے وہ جان غلیفہ
 بڑا پردہ ہے اُپر سے پڑھا ہے
 یہ دھس کر پیٹ کے درمیان ہے
 بیشاق مایہ کا شکم کہ بوج میں
 مرنے کا اسی سے ہو محشر
 امر کے مست میں مرنے چچا

نہ سمجھتے نہ دیکھتے
 حال آئے بھی تے نکلا اور ملانے چلا
 کیا خوب خیال ان خدا کے
 آخر کہے میں ہوں سبایت ہے
 آخر کو ہے مین آتور کے باہر
 اب آدمی ہے احسا کا
 صبح کی سنا دے ہمنام
 ایک آدمی سنا دھمی دہ تہری
 دھرنے کو وہ دھور کو دایس
 جو عیش ہے مقابلہ سو یہ ہے
 اول یہی ہے بل کر آخر
 جی آج سوکل نہ کہے اور
 عشق میں جی اتھا سوا ہے
 ابے سوچ میا نے نفس ہوں
 سوست یہ میرا قدیم کا سونا
 یہ جی جمنے کا ہے عجائب سے
 دل کہا تو وہ دھنی کی آدھی ہوت
 دل کہتا ہے سنا دھنے کا جان
 کہنے کو بار کر کے بھینانے

اللہ کی گزری سے عسر ہے
 یہ پانچ چلی بولی دلی لاسا ہے
 بہا پردی بھید کو لاٹا کے
 ظاہر باطن اسی کے قابل ہے
 سابق کو سابقوں کی رتی دا
 سا بڑا ہوئی آدھی صدی تک کا
 یہ ساندھے سدا ہمانا
 پڑھنے کو نہ کہے تو پاپ داری
 انسان ہے دھونے کو دایس
 صاف بوجھ دیاں یہ اخیر ہے
 باطن میں بھی یہی بل کے ظاہر
 کل کا آج ہی دے دھر
 عشق ہوا سوا ہے تو کب ہے
 یہ عشق کو باٹنے جانتا ہوں
 عشق آ کو اچھا تو جینا ہے
 دل کہا تو جان ایمرہ عجائب سے
 یہ مانوس یہ عشق کی دل کی تہ
 کچھ بول لنگو تو ہو انجان
 من گولی کر کے نہیں پہنچانے

جانتے ہیں یہی ہے خاکی
 یہ آنکھ میں سنی وہ رگ ہے دو جان
 یہ نزدیک ہے سے پانا سول سن
 جانتا ہے وہ پاتا ہے سچ پاتا
 کیوں اس کی تسبیح کی خبر دی
 کب بے شہادت غم کے میلان
 نفس گناہ مرنانا ہوتا ہے جانا
 جن نفس کو چھپسرتا ہے بنا
 چانے والا پایا شرافت
 مری مجھ کو وہ کالا پیو زرد گنایا
 یہ من ہے منی کو کھو یا ہے
 دھی ہو کہ دھیادوست ہو کر تو
 دھی ڈالنے سے حق نکلا ہے
 اصل میں گیر کو شوبہ نہیں پہنچا
 میرے پاس میں بھر پور ہوں
 پہلے سے نہیں جانتا ہے وہ پاک ہے
 جس کے دل میں بھاگنے کا نہیں
 اس کا طلب پلیت جانے
 لید منے پڑے سو جانے

خاک میں ہے سو آن پاکی
 یہ ڈھونڈنا اور ست ہے پوجان
 یہ جو رومرد کی نون سے ہے تپن
 یہ باٹ یہ رات ہے سدا جانا
 جتنا صحیح نہ مرادی
 موجود ہے جو رومرد کی سیانے
 بند یا جیسا میرے ساتھ آتا
 کالے چنوتیرے کو انہیں پہچانے
 بل کھول مر کا من حریف کو
 اسے مگر جو ان پیارے گنس گتوایا
 ماٹ بین بیکڑ میں پڑیا ہوا ہے
 کھاندہ پرے دست گیا تو طائی کر تو
 سمجھا ہے تو اسے تاکتا ہے
 میں برا ہوں میں ڈرنا ہوں
 میں مشہور ہوں میں تانا ہوں نہ ہوتا ہوں
 تاپا ک کچوں چلا تباہ اور شاہ
 تو سہو چپک میں غم میں جاگتا نہیں
 غیر لینے کا پلیت پہنچانے
 وہ لیکہ نہ عشق ہے ناک گلب سے

دلی پر چلی لید ہالا لا پر لا
 بیچ بیچ میں نہیں جو سب سے باہر
 یہ سب سے تیرا بلند نہیں یا
 تیرا نفس آیا ہے سودہ ایک نامی
 نہ تجھے مزا تیرے کو مر سوائے تیری
 دنیا لگی ہے پیٹ پالنے کے لیے
 تیرے کام سے تیرا تپن
 نہیں غیر کام پر پردہ نہیں
 کان کے فیبت سے بولے تو بھی نہیں
 نواس کل نرال ہو کر رہوں
 سب سر گلایا پس کو کہیتا
 تیرا منہ نہیں کھوتا ہے جوتی

یہ لید ہے امارت ہے نہ فردالا
 نہ سے نہ لعل نہ تو جھل کار
 نہ تیرے میں جٹو نہ جسم تو مایا
 اور کوئی جگہ تیرا جیب نہیں جیب نا
 یہ سونا یہ نفس زوٹ سواحت
 ہر ایک ہے سوچنے مانا ہوا سوچتے
 یہ بھی پیٹ پر اُن ہے کھین
 کان سے سننے کی تجھے ہے ارنا
 کان میں کٹی دیا ہے وہ نہیں
 بوڑھا ہو کر باہر ہوں سیما ہی ہو
 شاہ باش کون شاہ اپس کو کہیتا
 گلنے کا ہے تو موتی موتی

حکایت کھٹی کی

پانا بہت تھا وہاں گت ہوا
 ہر وہاں تیز ہے وہاں تاج ہے
 کن کا لال سوا نرم ہوا خوشحال
 یہ لال ہے نہ چل ہے آناری
 میر گل ہے آدمی کے بندین زیبا
 اسے سمجھا تو وہ شانہ وحدت

حضرت کے گھر ایک دن کھٹی کھٹی ہوا
 ایک نے اندھا تھوہ چٹا تھا وہاں بڑا میز ہوا
 ہر بار ہوا ہے لاڈ لا دم لال ہے
 وہ نرم نہیں ہے جب تو بہاری
 کہتے ہیں کہ روزا پس ہے زیبا
 ایک شیر ہے سو میر سلوک میں ہے

تو اُسے چاہ نفس میں اچار
 وہ چاہ کو روزِ رفاقت ہے
 حضرات اٹھے غافلینِ مریں
 منظور تھے ہوش میں آئے
 بولے کہ غمِ سرِ زہو کے رہو آ
 نفس کے ڈالنے سے آنکھ ابھرتی
 جس دوز کے اب تک تھے یا
 اس کے چاہنے کو ہے بل میں
 یہ مشہور بات ہے بولے
 کرتا ہوں کھیل کمال کے
 اے کون یا سوہاں کوہاں
 بھاری ہے یہ عشق یہی ہے
 پیاری جس کو لے جان ہیں

وہ چاہ ہے دل میں ہوا چار
 وہ چاہ میں نور کی نزاکت ہے
 جنہوں نے قبول نہ کیے خواہست
 جگ جگ کے ہوش میں آئے
 یہ مست ہے اور مست ہوا آ
 حورِ دل کی پی شام تک تھی
 حور کا نور کالی آنکھ سے ادا
 جو بال ہے اپنے بغل میں
 نیکی نیکی کی نکات بولے
 اسرارِ نور کے ہوت مل کے
 یہ دو ہے وہی ہے وہ شیطان
 بوجھے سو وہ لوگ گماتے ہیں
 پناہ کھٹکے گیا وہاں لاپن ہیں

دربیان عرفان

اتھا ایک جان تک خدا کا
 خدا ہے قدرت کو جانے تک
 یہ دستِ سون مہ چاہ سو عرفان
 خوشی یہ ہے بڑا بہار دھندلنا
 دست رکھیا سو وہ بہاد نہ اونچ

تک ہے جو حق کے خدا نزدیک
 وہ جانِ بیخ میں وہ حقیقت ہے
 موجود کیا نور کا مستان
 درست کے تھے عین بیچنا
 دست کو دست رکھیا سناؤں

وہاں عین ہے یہ دست نہ بار بار
 یہ مارنا نیا ہے بل کے عارف ہے
 یہ قدیم اتھے نوئے آنکھ
 عارف جو اپنی دھم چاہا
 کہتے ہیں عرفان کو نہ ہرگز
 یہ کون چھوڑے کہ کھایا ہے
 کہنے کو کیاں سے رتن ہو
 سنا تو وہ ہمنہ نہیں تیر دیکھا
 یہ گیاں کپٹ یہ گیاں بڑبھٹ ہے
 کہاں کرنا دیاں کرتا روا ہے
 یہ گیاں میں لاکھوں تھوڑے ہیں
 یہ تو اندر سے اٹھایا باہر
 یہ تو خاص محسوس ہے جان
 بھائی رنگ بہت پس میں مایا
 یہ کھا گیاں ہے سو گھٹ ہے جان
 جتنے اسمیں صفت دیکھتے وہ ذرا
 بہت اسمیں بھر ہوئے ہیں جان
 ہے سو جوان ہے وہ نور نرالا
 ہر ایک گھر میں یہ نور کہاں ہے

سبیت تھی نور کی مٹھی نہ بار بار
 یہ عزمان ہے سو مارنے کا ہے
 کون کرے یہ نوئے آنکھ
 مارنے جتنے سچا وہ وجود کو پایا
 پن بند کے لوگ لگتے ہیں گیاں
 کھایا سو کوہِ خواص میں رہے
 یہ آنکھ کہاں کی ہے وہ آنکھ جتن ہو
 گیاں کی گلی کو پھر میں دیکھا
 کہتا ہے یہ کوئی حرکت نہیں ہے
 ہر چھوٹیک میں نظر نہ آتا ہے
 یہ نور ہے ایک چمک لگنے سے
 کرنا ہے جو جتنے کو اسرا
 یہ نور ہے کہاں تک چپا نو
 ایک منہ سے میں باہر لایا
 یہ اگلے رنگا گیاں بل کھس جان
 جتنے دیکھتے ہیں وہ نورانی ہے
 یہ گیاں میں سجاں سمجھ کہ جان
 یہ گیاں بڑا دھن ہے ہمنہ والا
 ہر جمیا سو جوش بھار میں ہے

یہ سفید آنکھوں کا انکار سنہ
 یہ نین میرے نہایت دوست ہے
 معلوم ہوا یہ خاص نین ہے دیکھا
 کہاں ہوں میں ملک میں موجود ہوں
 آدھی ہے سو آنکھ نہ مرنے پر ہے
 آدھی آنکھ کا حقیقی آج بیگیاں
 تو نین میں ہے غم میں ہے
 اس فن پٹن کو بعد ہے سٹ
 چو بونادہ باہر نکال کر پوچھے
 میں گنس کر پہچان کر دیکھا
 میں اتھے ہوں وہ نوکات ہے کہا
 جیسے جھڑ ہو کر پیا پانی
 بڑا زینک تو ہی بڑا گیاں
 نہ سورن شش ہے نہ سما یا ہے
 یہ بھید پر پیدا ہے گیاں
 گیاں کو نین کو نہیں رضا دی
 یہ گیاں بڑا نہیں رہے ہوں
 چند ہے وہاں چک چک یہاں
 یہ چند ہے سو جہاں کا اُجالا

بل کوٹاں ہے سو کینا بہتر ہے
 یہ نہایت سو خاص بہتر ہے
 وہ بڑا سیدھا گیاں میں یہ گاں
 میں یہاں ملک میں موجود ہوں
 یہ کالی آنکھ کہاں تک میر کر رہا
 سنت سے نکل کر ہوا سہل ج
 بگر اپنے تارے وہاں بنتا ہے
 اس جیو کا نکتے کا لے کو کلا ناگٹ
 یہ تیرے لوگ لباس کر کچے
 کا پتے سو آنکھ کو کہاں دیکھا
 ایک بھوک ہے پایا سو یہ برت کہاں
 سب لوگ کہاں پہچاتے میں گیاں
 دوزخ سے دیکھتا بہشت وہاں
 یہ کہنا اُتھا سو گیاں گیانی ہے
 اب ہے سو بھر یا ہوا گیاں
 اس گیاں کو کہاں نہیں جگہ دی
 یہ گیاں کو میں لپٹ لیا ہوں
 وہ پہلی وہ پک ہے سو یہاں
 ہر گھر میں ہے گیاں تیرا اُجالا

یہ پھڑنے رنگ ہوا نیہا ل
 میں مچکا ہوں کیا ہوں بیاہوں
 یہ کہاں کہے کہاں رکھنا ہے
 تو راجہ ہے تیرا تخت کہاں ہے
 یہ جہان کمریت ہے اسے گھوٹنی
 نہ کہاں ہے یہ دکا مٹھا
 یہ کھانے کو میں نے بھیجا ہے
 پیتا کہاں ہے وہ پوت کو آج
 یہ کہاں بڑا کہاں ہے چڑٹا
 یہ کہاں تاب یہ کہاں پوش سر
 یہ کہاں ہے کہاں گہا نی چکل
 نگہیں ہے اس میں بڑا لال
 فارغ ہو کب تک سلطان ہوں
 یوں کر یا سو باب میں کر پا
 یہ کہاں ہو اندر یہ دیکھا ہوں
 کرجن ہے بشر ہے جانور ہے
 ان کی حکایت ہے اور بھلی ہے
 سب کہاں ہیں نہیں کھڑے ہیں
 بنیل یہ پڑا بہتر ہے پر نور

یہ گیان ظہور کا ہے بڑا گمانی
 تو چمک ہے میں چمکیا ہوں
 یہ بڑا تیز ہے وہاں تاج ہے
 میں پایا ہوں میں گھٹا پر گیا ہے
 یہ کہاں بیچ میں ہے کہانی
 یہ گیان کہیں نہیں سماتا
 یہ کھانا کالے کو نہیں پہنچتا ہے
 یہ بیچ خاص پانے کو وہاں ہے
 یہ کہاں کریم یہ کہاں لیٹا
 کہاں ہے بے کہاں ہے عور
 یہ کس سے بتا ہے بے گیا بلبل
 یہ بہا ہر کو ہے بول بلا بل
 حضرت کہے اپنی زبان ہوں
 زرنے کو پکڑ بھریا بھریا
 ہماریں کیا سوزا منڈان کیا ہوں
 یہ پانا پلک میں بہتر ہے
 ان کے بھٹنے سے بنی ہے بات
 ادھار سون ایک لاکھ سے کھڑے ہیں
 جب بیٹا ہے دو بہتر ہے خود نور

لیئے میرے اوپر آدمی زان
 بوجھ کے تین یہ لوگ بہت ہے
 دست کہ دو دوست تھے
 جہاں تک اندر دیکھو ہاتھ پکڑا رہا ہے
 یہ آنکھ سے کیا سو بہت بڑا جمل کا
 سب کہاں آپس کہاں میرا جان
 ہر رنگ کو کیا کہہ کر سمجھا
 دسی سوا آنکھیں یہ صورت
 آنکھ میں جب نہیں ہے آدمی ہے
 کالی آنکھ کو کر کے کنارے
 یہ شوق کہیں نہیں گے تابان
 سٹا جلا بڑا تیرا ہے
 چند ہے سو کچھ میرا آج مہمان ہے
 سے ہیں پانے والے کو کھانے کا
 ہے کہاں کہاں سے لوٹ لے پا کو
 ابرک ہے سو دراصل ہے سو ہوا
 کوئی کر کر فائدہ اٹھائے ہے
 یہ عزت ہے میرے سیرے اس کا
 یہ کیا ہے آج تو روت ہی مجھے کام

بیٹھا ہے ٹھکانہ ذات ہے
 بہتر کہوں اور بڑا بہتر ہے
 نوکات کا وہاں بڑا درست
 یہ کہنا ہے حب تو کہاں محبت
 یہ بل کا جان بڑا اٹھنے کا کچھ ہے
 سبچ ہیں سو ایک پیمان
 بھور گے سب ایک ہی سو پیمان
 کیا نیکیاں یکجا بیشک ضرورت
 یہ جھنکار پے سدا آیا ہے
 اس جان کو پیار کر کے جانے
 نت سے کرم ہوئے ہاتھ سوا فاباں
 یہ بھید یہ فن سب میرا ہے
 کتنے کے نامان سو کلام میرا ہے
 لیا بیچ میں کہاں ہے کو نڈلنا
 ادھر ہے یہ جان سدا وا کو
 آپس میں یہ ہوا سو ہی ہوا
 یہ کھاتا بڑا یہ اکھاڑے ہے
 چوری کیا چھٹا میرا سیرا علیس کا
 کرنے پر کرم کر کے رکھ ہون نام

یہ کہاں بھی نہیں ہر طرف سادہ
 یہ کہاں بھی نہیں ہے جن پر
 تو کہاں بھی نہیں ہے پیدار ہے
 ایک لک کو لک کر بزدل میں ہے
 کہاں بھی نہیں ہے یہ جوت چار ہے
 کرنا پھرے سوائے بڑے طیرانے
 ہے کیا یہ کہنا یہ مینا ہے
 ناک دیکھتا دیا
 یہ کیا خط یہ عبادت ہے
 یہ کہاں نہیں بجان پر ہے
 مرنا کہاں وہ بد کہاں ہے کہاں
 یہ کیا سوہن کو کیا سوچاؤں
 جی کہاں ہیں وہاں کو پہچانتے
 اس کرنے کو جان جس کا ہے
 یہ ذات کو تم بھید جانو
 یہ جیو جوت ہے سخن کا ہے
 یہ دو دین دھوے سودا نے
 ہر ایک مین مین کا کھانا ہے
 یہ پانا وہ پانی کہاں کا ہر پاک

یہ کہاں ہے کہاں ہون ایش کا خانہ
 جل قبل اس نام تن کے اوپر
 یہ صیقان دیکھتے ہیں نرالا ہے
 بہتر کے مجھے ترے نور میں پھرایا
 لکھے ہیں لگتے کو تارے ہے
 وہ چند وہ سکھ اس کو پھرانے کے
 مین میں کاہد ہے سو بڑا فراتے
 تک لیا نانت سے پایا
 ناک کو پانا بڑا یہ ابھاگ ہے
 یہ کہاں لے کہاں پر ہے
 اس کہاں کو دیکھا تا سو کہاں
 عین پلٹے ہیں تو اس کی چھاؤں
 کہاں پس ہے وہاں پہچانتے
 ہے گانہ تن میں مین کا ہے
 یہ کہاں بھی نہیں وجود میں جانو
 اسے وصول کیا سو ایک جینا ہے
 اس کو پورا کر کے پہچاننے
 بھر یا سو خرچا ہے دھویا سو جہاں
 یہ فن سے میں پس کا ہون پاک

تیرا جیو کہاں ہے تیری بنیاد دھونا مجھے کہاں ہے دھونا اس راز کو مجھ پرے تائے کرنا۔	دست کہاں کی دوستی وہ بنیاد ساند کہاں ہے مجھے تبا دینا غفلت کو میری نماز پر دینا
---	---

دربیان کالی آنکھ

کالی آنکھ سے اپکے نرک شکم کے مے حکم جو چوٹی ہے کالی۔ اس تک سے سیاہ کو کر اوپر یہ چوٹی ہے پنٹ جو چھوڑنا تلخ کا حال دھن بتام ایک بار نا چاکی کو چوٹی کے ہے نار کھانا ہوں پیٹھ سر پر ہوتی ہے جب جھنے کر جائے مجھے جگ ہے سوامی کہے یہ اکھٹ سماچار کیہتا ہوں تجھے یہ جنس ہے اس کے اوپر سچ کہوں ست من چوٹی کو یا ہے اب شکم وہ من تو کہا تک بتو لے کر اور ایک آنکھ جب چاہے جائے بہت چیر لے جائے بن	اوسھی کا سوال ہے سونا اور آنا، یہ ہوا ہے صوڑ بولنا ہے کالی یہ ایک مونگ سیاہ رنگ اوپر سب چال جلے ایس انوٹی انا سنتا ہے اپس کے کار کرتار تو کرتار دوکان ہے آزاد یہ چندہ کے اُپر بھی غوطے ہے مجھ میں کھولے دست کا کھیل ہے کیہتا تھا وہاں سب نے ناچار اللہ و علم ہے سوہر شہ ہے ہاتھ وہ پاؤں لگے تھیں نہ جو لوگ بھاگ جائے جم جم وٹال کے ہاتھ پاؤں کے پیلے ایس کو تو آدھی چھٹیک میں نکال دیا دھن لٹھ پاؤں پینگے دو گھرن
---	---

ہے سائل تیرا کرنا سیر ہے
 صبح ہے چوٹی چلی تو آواز نہیں ہے
 ہر ہر کے صبر پر ہے حق ہزار
 عالم وہ علم کا ادب لا ہے
 دھرتا ہے الف سے لام اوجا
 اس علم سے علم ہے دا ایم
 اتنا بھلا کر دے سکھار

یہ فن تیرا سچ سچ ہے
 یہ چوٹی کی پیر کی آواز ہے
 چوٹی کے کان ہے سو خبر دار
 ہر شی عیسیٰ حق تعالیٰ ہے
 عالم کے علم سے ہے اوجا
 ہے علم علم کا یہ عالم
 یہ بات بنانے کی ہے یار

لوحات کا بیان

کشتی ہوئی تک سے ملا جو د
 ہر ایک میں گھٹ ہے طور
 ایجر کے مثال ایک ایک لگا ہے
 جیلو میں گل ہاتھ میں لوحات ہے
 ایک صورت کے سر پر ایک زور
 تو دیکھ چرانے دن ہے ماہن
 تب دیکھ کیون جھسی جھسی ہے
 جٹے تک سے اندھو کے
 سب وہی ہے ٹک سے پھانا ہے
 تو ہوئی اس کے قدرت پر پا ہر
 سو کہاں ہے جمل جملے وہا کے بھرے

کہا کچھ تک سے آیا اللہ خود
 ایک بات سے دوسرا اور
 ہر چیز میں کرا ایک اور ہے چنڈے
 ایک میں ایک جان دجان ہے
 اس راج کو تک دھنک کے دو
 لا کے عشق نین کو جسم اتجن
 ایک دیکھ اپس کے بہا ہے ہے
 ہوتے ہیں راحقان یہ لوحات
 سب کہاں ملے تو کہاں اس کل ہے
 سب ہونے کی قدر بہت ہے
 اس بھید کو جینا ہے پیچ غنہ

ایک بھی اوڑھی یہ سب ہریاں ہیں
ایک آپ آتی اب در رہے یہ ہے
یہ دین کا یہ چراغ ہے چوڑا
بنیا ہے برف ہزار بھک اب
یہ یا نی نمن یہ موج کے مانند ہے
اور آنکھ نہ موج نہ پانی ہے
یہ لوز کو میں سلیس دیکھا
پن منہ کا اہل کا ہاتھ کرایا
یہ فکر اہل اوپر لیا دن
دیکھ اپنے منہ کو ہوا شاد
لیکن اپنے کمر کو دیکھتا ہیں۔
لے آسارے میں دھرت کو مار
ہاتھ سے پھورے تو ہزار کھڑے
یہ ایک سوں دھوئے سونک
اس سے پیرنے سے سچ ہے خدا
اس تیرنے سے کبھی جدا نہیں ہے
سٹ اوجا لاکھ بنے کالنا ہے
اور یے ہاتھ میں خدا کے
کچھ اورہ ادبچا ہے دی گٹ

ایک سال نہیں کرنا مارے ہیں
ایک تاب سے تابوں کا بہار ہے
ایک قول قبول آپ ہی قبول
اس میں ایک ہے شیر رکھ اب
سپر یا مولے کے تین بند میں ہے
یہاں رہا سو خاص نورانی ہے
پاؤں سے سر تک بے دیکھا
سدھا کھڑے اپنے سے دلو بھرا
یہ قصہ ایک ہاتھ سے کیا دن
سب اس کج درد کو کو دور کیا دو
دو کہ دل اوپر دنوں ہاتھ لگے ہیں
سمجھا جو ہوا ونوں کا آسرا
دھڑھوک کر میں دسکرایا کڑے
ہاتھ بچا اس جگت کے چپا پاک
مدرت ہی عالم کا خاص خدا
خاص قادر ہے عالم ہے خدا ہے
سٹ قدرت کو ظلم کے بہار ہے
لینے کے دی ذات میں خدا کے
بھلی کو پانا ہے سچ کچھ کھٹ

شنی والا ہے کہاں کا گنج
 اگر مجھ کو کھانے کو خبر ہے
 یہ جانتا ہے یہ روشن زیب ہے
 میرے سامنے کینچ میں ہے
 کچھ اور کہاں نہیں ہے سچ ہے
 یہ جو نام موم ہے موم
 بن موم یہ نقش نام سب جون
 یہ نام یہ نام موم کے جان
 یہ نقش یہ سانی ہے ظاہر
 اس موم کے موم کو اصلی
 ہے اس کے سوشل صفاتی
 اس عین کا من کو بھید
 خال کی چوڑیا سونگشہم ہے
 منہ سے نکلا سو آکر کہا تھا
 دونوں میں جو بے گناہ کا
 میں نے لڑائی میں تھا یہ میرا تمام
 چوتھا بھی تمام نہیں دھرتا
 یہ بارہ بن تھا تمام طالب
 مسئلہ کو کت کت کت کت

یہ سب سون سارے منہ کا شیر گنج
 یہ روز کے دن شام کو گدز تھے
 یہ بھری پانا سو بادشاہ ہے
 دنوں دست کے ایک ہی بنا ہے
 وہ جو خاص متقل پیچ ہے
 ایک پردا اخلا فرض ہے معلوم
 بن سور یہ دھوپ یہ چھٹاؤن
 یہ نقش یہ موم گنج ہے پہچان
 خد موم کے منہ کے ظاہر
 باقی جو ہے بشمار فضلی
 اللہ بھی یہ ہے اصل ذاتی
 اس پر پہچان اس ذات کا بھید
 میں نکالنے کو تانا میں کارن ہے
 نکاح ہوا خیال نہ آپس میں تھا
 تیرے تے مرتبہ کو نہ آنا
 چوتھے کے نہ چاہ تھے سر انجام
 تو پانچ گھبر میں نہیں اترتا
 تب ہوا اُس کے اُپر مرتکاب
 مویان کر کے سہم پہچانے

یہ زیب ماتھے میں آئی ہے
 جیسا سوسول نہ کم نہ سرس ہے
 کام چو ہے اور کیا ہے نکلا ہے
 دیکھے و نیک دار اس کے ابر
 اس سول کو سول کر کے جانو
 یہ کارن رچھو یہ بڑا کار ہے
 یہ کرتے ہیں منزے معجزے محض
 بڑا پن وہ پنڈوپن میگا باہر ہے
 یوں بیج ابد کے ہو راز نک کہ
 یہ سول نکالنے کا ہے سوین کا
 آیا ہے بلکہ جان آتا نک آیا ہے
 کہتے ہیں جیا ہو جگت ہی کو لے کو
 وہ پکڑے یہ وہ دہر کو چھوڑے
 میرا تو حساب چھوڑینکا ہے عین
 دید تیرا جو ہے دیکھا آتا
 کہ شہر لوج بھایا
 جان ہے سودر حال یہ رب جود
 جون بہار یہ دیہ یہ بہتر ہے
 یہ یاد یہ پنڈیک میں بھوتی

رہیں اس کو کہے جانی سب
 دست میں گپ ہے سو نکلا ہے
 سب چھوڑی ہے تارہ ہے
 میرا کام بھپنا دیکھ کر
 یہ بل سول کا ہے سول جانو
 یہ نہیں ہارتا یہ ہاراموا شمشاد کا
 یہ سکھا ہے یہ سول لائن کا
 جلیو جان ہے یہ نیا سوین ہے
 یہ آلا کرنے کو سول کرنے کے
 سند سے آیا ہے بد پچو ما کر
 نک کو کون ہو تو ہی قبول ہے
 تو دور جا کر نکال کر بھپکا ہے
 بھوک ہلا کو نکال کر چھوڑے
 یہ پک کا چھوڑنا الٹا نہیں
 سو شہر یک کلا تا ہے
 اس دمہ میں دو جگ بسایا
 ہریر من ہے تیرے قدم ہر حصود
 یہ دیکھنے کو ہر نگر میں کھری ہے
 ایک خواب غیب کے اچھوتی

یہ ایک چیز نہ اس میں ضروری
 صبر ایک فن ہے یہ بات کو پسند دلے
 یہ جو کہ سنا کھورا کے سانی
 یہ سول ہے یہ عادت ہے بو پر
 یہ سول ہے عادت بڑا بڑا در
 جھٹکوں کا کوڑا اچھلنا -
 واجب ہے تیری تیری پالنا عبادت
 آپس کے الٹ کو جانا ہے
 اٹھ بند ہی کیسے جا کے -
 اس جہاڑ میں سے جا کر ٹھیکیا
 اس سے جہاڑ نائیں ایک سچ ہے
 وہ جہاڑ یاد چٹو وہ مکان میں
 وہ سچ نور احمدی حق
 یہ بولنا جو نور حدیث کا ہے
 ہنستا ہوا جان گیا میرا -
 پوچھے تھے مجھے میں انچا کیا ہوں
 کچھ خوب کہوں دیا کرو گی -
 کر جھانٹنے کو بات کچھ پوچھو
 یہ بھاگ نہ کرتی یہ بدرتی

زیادت کے نعمت ان تو بڑی
 نہ چھوٹے کو فن کم وہ ترکم ہے
 حالی کو سنی کھوڑ کے جانی -
 پتھین کے فن کم ہے جو تو
 اپنے دھنی کے حد کو کہا کر -
 آساری میں سب بھال کر چن
 لازم عمو عادت کی عادت
 ٹکے کو آپس کے سنبھالنا ہے
 تب اپنے پو کو پا کے -
 وہ سچ کے پاس کے رب کیہ کیا
 اس سچ میں نے سچ نکلا وہ رنگ
 کھنے کے سنی کو یہ لکھ میں -
 وہ سچ من کا سچ نور طلق
 جان کام نہ خون دیدے ہوتے
 اس گھیاں سے یہ تمام کیا با
 یہ سچ میں سچ پنچ کیا ہے -
 مرنے کا گیاں وہ مفت سرگزی
 یا خوب خواب اس وقت پوچھو
 معلوم نہیں یہ ہے قدرتی

<p>ایک نیک سے بنایا ہے سو بنیا یہ کھا ہے کہو پہچانتا ہے بیچ میں نکلتا سو حقیقت سے اس جھاڑ نے سے پھل سے آدم ہے پن پھل میں گھٹ جگہ میں آئی ہے کو تو کرا ظاہر ظہور آیا اس سب میں پہچان میرا ٹھہرا سب میں میرا مکان سو قبول اس بیچ میں ہے سو بیچ بھی ہیں جا بوج بولتا ہے منصور عطار کے عطر میں یہی بو باس ہے اپس کو نوچ دی ہے برباد ہے تھنڈ تپ کو نہیں پہچانتے ہیں اس لست نیک جو سو جیا پہ کھو</p>	<p>ایک یعنی ایک تسلیم ہے دنیا یہ کو بیچ سو کون جانتا ہے یہ جھاڑ نا بھاڑ بیچ مرنے سے اس جھاڑ کو پھول پات دنیا ہے پھر پھل میں کالی آنکھ آئی پھل پھوڑ کر بیچ میں آیا بولے کہ یہ جھاڑ تن میرا یہ پیڑ ڈال پات پھول یہ جھاڑ نا بھی بیچ بھی ہیں معلوم نہیں کسے ہے یہ مذکور اس گل کا بڑا دھیرا ہے بیچ ہے غافل ہے دلی کے وہ آدمی اسے دنڈ کے بیچے وہ لوگ جانتے ہیں ات پن اس کو بوجھیا ہے کچھ</p>
--	--

دربیان مٹھارنے کا

<p>عیاں دیکھنا ہے سو نیکی ہے ویدار کی سخن کو ٹھان بیچ خوب تو کاتی وہ ٹھان خاطر آیا ہے اس پلک کی دوستی اٹھا کے بھاگا</p>	<p>یہ پوست ہے مٹھارنے کا ہے یہ دکھنے کی آنکھ ہے خوب اس منی میں ایک شان ہے سوئی ہے پلک میں کھلا پلک بھاگا</p>
---	--

ایک تاج سوا میں ہاں ہوش ماریا
اُس پر دو تین تھے کوئے کہ ہاں
سر پہ تو پوت رکھا پرست کا
یہ کہنے کو دطن اُس کا تھا پسند
صبح ہوتے ہی سبے وبد و چرنا
اپکے قدیمی یہ برت او پر ہے
وہ سول کا تن وہ بیچ شکشم
پکڑے پر پرک کہ چھانے
نولاکھ کو دیکھ کر لکار
مجھ کو دھن دیکھ کے تھپک لائی

دو تارے تھے اُسے چھان ماریا
تھا ایک میڑا سمجھ ہوا میں ان
اپنا ڈرنا چھوڑ اس کا
ڈر کر دور رکھایا دہان زبان بند
ایک بات چلی تو میں بھی چرنا
ہر چیز کو چھاننا اُسکی دھرت ہے
دھنس کر بہار ہوا اُسی دم
دیکھے منی پوست کہ جب آئے
موٹا ہو کے بیٹھنے کا ایک بار
سو کو اٹھا کر باہر لائی

دربیان شکشی

کچھ بول بال پوٹوں میں جی ہے
یہ آگ میں چھوڑے سو من
باہر سے لیا بوند کھو را
یہ تن ہے اُس کے تین نشان تن
نہ نیند میں اُس کے اوپر ہے قوت
اس تن کو تن ظف سمجھو
وہ خیف ہے یہ قولیس ہے
یہ من طرح لکھ دہاں من طرح ہے

اے دوست دطن جو شکشی ہے
یہ من منی کل ہے زے میں دھن
اس تن کو فن دیکھائے پورا
شائی کے جیسا تھا وہی تن
منہ مت کے مرنے کی مروت
یہ میلا ہے تن وہ صاف سمجھو
وہ دید قدیم ہے یہ نوئی ہے
وہ جن نظر آتے ہیں وہ قرآن ہے

ایکے یہ نہ دیا بہ غسل میں ہے
 یہ انحرانگنا کے سار پکڑی
 یہ دیکھ یہ کھن نہ لعل جانو
 اس آنکھ پر رات دن کھ ہوش
 مگر بن کے سب بچ رستی ہے
 سب بچ ہے اگر تھے یہ بچ ہے
 بیٹے یہ اندر دیکھی یہ بھاری
 کر دیکھ اپس کے کرنے کو کھٹ
 یہ دنوں سے رہے بندے دل
 یہ جان کو راحت جب کر
 سچ جیو مویون سامنے بیٹھے
 اس کن نہ دیکھی کچھ اور نہ دوست
 اس ہول کے بچ اسے کرنا
 جب اٹھ دھیاں بچ یہاں آئے
 برنخ سے دیکھا سیا کو دیکھا بول
 میاں کھڑی کے گھر پڑی
 لے سکی کو تو بوجھ وہ براق ہے دل
 یہ دنوں میں ہے ایک درکار
 چانے کو ہوئی دل کن کا

اُس دیکھ ہے وہ جو کہ دین نال ہے
 اس تن کو سے لایا کے اکڑی
 لکڑی کے اوپر کی چھال جانو
 یہ آنکھ کر بنائی نفس اموش
 یہ لک ہے سو مندرستی ہے
 اس بچ سے ہر ایک کام سزاوار
 یہ سیر کرنے کے واسطے باہر آئی
 پرکٹ وہ کپٹ کو پرکٹ
 دیکھنا اُس کو بہت ہے مشکل
 نہ دید دیکھی اُسے نہ مقرر
 دل سے سخت کو باند بیٹھے
 کچھ غفرینہ دیکھی بچ پوشت
 برنخ پہ یہ شکشم کرنا
 شکشم کے آنے بغیر نہ پائے
 بولیا نہیں سو یہ ہول
 ہے منہ چہرے دھرت کو لی
 مصد مثال میں ہے حاصل
 جن ایک کو دو ہے یہاں خبردار
 دو گھر لے اُد پر پڑھ کرنے کا

یہاں سدا بیٹھا نہ چٹن ہا رعاد
 دھویا کہ پڑھیا ہے اب تک
 دیکھتی ہے کہاں سوچ ہے سول
 یہ گیا گت ہے سو غیبی
 پوچھے تو یہ تن تن ہے غیبی
 نہ غیب چلا یہ نہ شہادت
 دیکھے تو دیکھی کو نہ ردغن
 اس کو چھوڑ کر شکستہ جڈا نہیں
 پر گھٹ جٹو کے او گئے کو
 یعنی جگت ہے اس کے ساتھ کا
 دریا ہے ایسی دھرت کی ہے
 گلشن ہے کل کھولا کل بھر دے ہے
 واحدت کا ہے چھان جگت جان
 اس دنوں میں یہ دم ہے دیوار
 یہ آنکھ جس کے ہاتھ آئے
 صورت کے فنا کو چھوڑ دیتا
 سلطان ہے وہ ہر طرف میں
 ہر غیر رتی یہ رتی ہے نیارا

بیٹھ پڑی سکی ہوئی ذات
 اٹھ کر نہ کھڑی رہے بلا شک
 اس سول کا تاج ہے مقبول
 قدرت سے بنی نکت ہے غیبی
 یہ بہا ہر میں بند رکھتے ہیں غیبی
 چھوڑا پس کے عام عادت
 روشن کرئے رب ہر ایک گلہن
 بن سول کے شکشم کو جانتا نہیں
 دیکھنے میں دوپن ہے اُس کو
 یہ مراد آدھی کی نہیں بلکہ ساری
 سمیاجوت ہے وہ اختیار ہے
 بول بلا ہے اور ایک قرار ہے
 پوری عادت ہے اُس کی پچان
 تو خوب پہچان کہ دیکھ باہر
 تب اُس کی بقا مراد آئے
 صورت کے بقا کو جوڑ لیتا
 ہے سلک اور لیا کے صفت میں
 ہر سر میں ہے تیرا سارا

در بیان آدھی

تھا ایک عرب عارف من ہاری
 ستیاناس کیے تو وہ باران
 دیکھ تو آدھی کاہے سو بار کا
 دراد پر دھنی کے سٹ خاکھے
 طنبور کے تن کو اُس کے نور کو دھیا
 کر یاد ہوا اس کے باری
 جا کو د اُس پر دکھ ہوا سناری
 یار منے ایک زندہ ہوا سچ تھا
 بھریا بھر کر جو تھا خاص
 آیا نہ رہا اپنے کفن میں
 بولیا تو آئے تم مرنے کو ہی
 یہ دکھ مجھے بڑا سلیس ہوا
 وہ جو بھوکو جاتا ہے تیرا پون
 فرزند ہے ایک ٹھڑا لو اس کے پاس
 ایک سین کا پشن ہوا کو لے کا
 ان یہ سین زیادہ ڈرنے کے واسطے
 بولیا کہ ایسی پکاؤ اور کھاؤ
 ظاہر کیا روک نہ کم
 آیا وہ جو خاص میں تھا یا رہے

جس پر کھلے تھے عارف پتاری
 عیب پر اس اوپر کے باران
 یہ شمع ہے بعد گل ہونے کا
 پکڑا ہے جنوں کو باغ ہے
 جن کے حق کو جان ہے سو بچا یا
 باران کہے بے حساب زاری
 بھوکا تھا نہیں کھایا پو جاری
 اپنے پاس اٹھایہ کے پچہ ہوا تھا
 بہت بھریا وہاں بہت اخلال
 یہ ادنٹ سوار کے خواص میں
 نہ میرے میں اپنی آخر گھر میں ہی
 یہ درد ذرا کھڑا رہا
 کر جمع صین کر کے کسے کھلاؤں
 میرے ایک مالک ہے خالی راس
 اللہ تو ہے خاص گڑپ کا
 بسم اللہ اُسے باہر بولتا ہے
 آج کیا سو خدمت کراؤ
 اس کالی کا چاہنا اس دم
 خاص میں بھی یک پر باہر تہا ہے

<p> وہ اٹھ ہوا ہے پاک سیل جن کرے سوا انسان کثرت وہ ان کھس کر چکا کھسایا یہ نیر جاکر سونے کا ہے مر گیا ہے لوگ کہے اس کے منہ کو تار سے بھر پائے حکم اپن کے پاک فن بھونے کہ دھنی کو نام کیا اچھا جو ایک سا دہے تھا ویش کیا پچھو خوب سوال یا یہ پوچھیا یہ اٹھنے سے سچ ہو اکی باہر آیا یہ گانٹ اپے ہو کر مجھے کھولا نیا سا شے میں کھڑے ہو کر دہاں یہ ادنٹ طریق کے رشتہ کا ہے تجھ کو ایک مقدم بنایا </p>	<p> دیکھا تو خاص ہے مقابل بولیا کے کیا سب قدرت یہ ہونے کا قصہ سب کے تین چاہ کا پیا ہے اشتاق و قدر کہے کس کر کے محل آستا آیا اس فکر کی بیچ میں تھا پا جن میں صدقہ ہوں جھک سلام کیا میری مرغی مرنے کی بہت خوشی ہے ان اٹھیا کی لاڈ پر چھا اسے یار مجھے تو کیوں پچھانیا بھولیا سو باپ مجھ کو بولیا کیا کہ تیر کر سچ دہاں تیر دہاں بولیا کہ جن اس نری گل دن سے یہ کھو کر کھوج نکالیا </p>
<p> دریاں کالی شیاں ہے کام بھی دنیس کو دنی سے یہ حوض ہے سوڈ دھنگ کری پانے سے لانا جو تنگ کرتے کوچک کہتی کہانی تھل لٹل کی چوری </p>	<p> کالی شیاں سے گت ہے سونچ بتی کھول کھود خاک ساری ایک انگار میں عبق وہ سب خاک رہی کب تک چھپ کے چوری </p>

دستی ہے کھنڈ منڈل کو ڈال
 کرمجھ میں سٹ ملا ایک ذات
 کہتے ہیں خدا کے دوست دانے
 اس تن سے جو ہے خاک موٹی
 ایک تن سنی کے وہ مٹھی ددرے
 اول درد تو دوسرا گیان
 بعد کہیں مول میں اللہ کو
 کیا درد و ہور کا گیان اُسے
 یہ ہے تو سب نہیں تو سب جھوٹ
 واحدت کو مرنے کو میوٹ
 بعض کہے یہ درست ہے دُور
 یہ گیان میں پناہ ہے اُسے
 بازو سیاہ کرے وہاں نور
 بعض کہیں گیان سب کو مایا
 اس پلک میں بڑا دھنڈ ہے
 بوجھ کے تیل کیا ہے بودان
 یہ دسیرن کو چھوڑ دہ کھانا
 کہتے ہیں یہ نظر کو بڑا حق ہے
 کالی نکالنے سے دیکھتا کیا ہے

جب چوری کر کے لیتے ہیں شمال
 بانٹ دیکھا تو اُس کو دھات
 یہ پنید کو یہ پکوں میں بچانے
 یہ جان تیرے تمام سودائی
 باقی تو ہیں بھوک تیری بڑی ہے
 تیرا تو آدمی پناہ ہے یہ بچان
 کرتے ہیں قبول میرے بننے کو
 پکڑی ہے وجود اس پر سے
 طالب مطلوب ہو اطلب جھوٹ
 اسے بوجھ کوئی گھٹ کھینکا گھٹ
 جتنی جو ہے سلطنت سارا
 ایک یہ دولت ہے دورست سے
 یہ سخن خاص حضور کا ہے
 وہ حاصل ہے سب اُسکے چھایا
 یہ صورت سے ظہور پورا ہے
 کہتے ہیں حق ہے سو یہ چٹودان
 اب پنج میں ہے جو بڑا شاننا
 یہ کہا ہوا شفقت ہے
 یہ پنج ہے تمام بادشاہ ہے

<p>اس دھن کے تیرنے سے بنا ہے سیدے کی نظر تن ہے ایک ایسے کہاں تنگ میں پناہ ہے اس آنکھ میں جب تک پلٹ ہے جب گیاں کو شکریت کے آئی یہ دودھ کی آنکھ کھلی سے عجبی نہ مرگ کے ترک کھر نہ کاٹی گھور کو تو اپنے چھوڑ دیئے جب کیا اپس کے نکال کر دیکھے منظر دلی دہاں دب ہے درکا</p>	<p>یہ دھی ہے سید اتار دھن اس بھوکا نکال ناکل ہے ایک یہ نین میں پناہ فنا ہے تب تک پلٹ اس بدن میں ٹھیک ہے یہ مکتب ہے عجب کو دیکھائی نازک میں جلی نہ آگ میں ہی جانا اس کے پاس وہ چک چک آتی خاص خدا ہے دہاں ادھورا نہیں تب اپس سب کو مارا دیکھئے ہر کام کے اد پر آپ سرکا</p>
---	--

در بیان پورا کا

<p>یہ آنکھ کے وہ آنکھ کے جسرار روز روز منے نور نوا جس کے ہر کوئی آنکھ تن لولا دین گر کوئی بات دھولا تارے کھائیگا یہ لوگ ہیں اصل نور کے دیوانے پیشاک میں جنگی بھوک کو جان بڑے ہیں یہ نور ہے بڑا مطلق</p>	<p>سیدہ خبر ہے ان کے بیچ سردار رہنے کا مکان نور اور پورا ہے پیراپس کے بیچ میں کا دین وہ نین اور تو بھی اٹھ جائیگا میں کو ہوں سے تم جانئے یہ نور کو یہ آنکھ دیے بڑی ارمان نین میں وہ آنکھ ہے نور ہے حق</p>
---	---

در بیان مثال کا نوے

یہ گھورتھا چپ کے چاہ پر دے
 بہت دور تھا سانس لیا تو دھڑکی
 بہت چاہتا ہوں نہیں اپنی نکال لوں
 آہ بار کئے چین و بیکھوں
 وہ دور فوات سو گھر دیکھوں
 چہر پھوڑنے سے دھڑکی چھا ہوئی
 مسادھی سو چھوڑ چاہ سے شکستہ
 آنکھ کہ دو بدلتے دور دھڑکیا فی
 یہ دونوں کے عزیز ہے سو دوری
 وہاں تیرنے کا جھلیو تھنڈا حوالا
 یہ گھوڑو دور میں تھا دب
 کیوں دیکھ کر اپس میں جا کر سوئے
 ہے تیر وہی میں چاہ ہے دور ہے
 دیکھے جو اپس یہ عجب نہیں
 وہ رنگ کھیت جا ہیں عین یار
 یہ بات سے بڑمرتبہ سے رکھ نہا
 گھسیٹ جاتے ہیں سوچ ہے
 وہ دور ہے سو دھڑے جا نو
 جو تیرتے ہوئے ہیں چاہ واحدت

ایک مات سے ہیشا بردے
 چاہ آنکھوں میں شہید یہ شہید اپکا
 ایک کے میں بیمار بیمار پھاڑوں
 اپکو اپس کے نہیں سے بیکھوں
 بل کرتا ہوں میں دھڑکی دن
 یہ چاہ ہے سہ لطف سا وی
 یہ دور دھڑکی اس کے جسم میں جسم
 نامور ہے یہ عین کے دل نشانی
 یہ دو ہے سو یہ عین بھڑکی
 وہاں سونے کو آدمی ہے قہر لا
 پر وہاں میں چاہ ا تھا جب
 پڑی ہے پانے دھڑکی کو کو خنڈے
 مسادی میں کھراہوں تو میں ہے
 ایک صاف میں وہ صاف ہیں
 دیکھنا اسے گھور کئے بار
 گھور کے دیکھنے سے آتے ہیں سدا
 یہ سب من میں محیط وہ مطلق ہے
 دھوئے سو آیا سوا ستر میں ہچا نو
 مسادی کو بھی ہے واحدت

اسے یار سیلیس ہے وہ اللہ ہے
 اول تو وجود و سرا جان جانتا
 گھٹ جلیو کو جی ستر اوار
 یہ جینا گھٹ ہے جل کر زار راہو
 نہ کم نہ فرا نہ بڑا سب ایک حال ہے
 جتنے رنگ کے حال کھڑے سو نور اس کا
 ایک جان کے اکٹھے ہزار چند
 اس فکات کے زور آنکھ سے باہر ہے
 ایک شیر بسا ہے وہ نتھے نتھے ہے
 یہ دیکھنے میں پورا دیکھتا ہے
 یہ جمنّا اکٹھا ہے سو ایک ہے
 یہ جھل کار میں مجھے چنہ ہے
 یہ آنکھ کے جو تکر کے جان
 یہ کیا تو انہیں ہے یہ پورا نا
 یہ بڑا سنا ہے یہ صفانا ساتھ ہے
 یہ سانت کی چھاؤں سب کے اوپر ہے
 یہ سانت کے سانت بہت کیا ہوں
 یہ کام کرنا ہے یہ پلک مل کے
 جس کہ میں نیک ہے وہ داس ہے

اس تن میں تن بیٹھا رنگ ہے
 یہ تیرنا جو اس تمام کو پانا
 یہ جانتا ہے سو جسم کو بہار
 یہ جلیو میں دمبدم زور سے بہت ہے
 جتنے رنگ ہو پہاڑ کے کوٹھڑی جگت ہے
 بہ نور کہے یادی منے ظہور اس کا
 اس لکھ کے بیچ میں ہے سورش
 ہر جوت کے آپس جدا جدا کلائے
 ہر ایک ہزار کہے تو بھی ایک ہے
 ایک چمک میں چور چور دکھتا ہے
 یہ سب لگنا لگا ہوا بڑا سنگ ہے
 یہ جاننے والا انسان کل کہنا ہے
 یہ روشن ہوا سودا کا کل گیان
 یہ ہونا ہے آدائی پوری ہونا
 یہ ساتھ کے بپا ہر سب صفنا ہے
 ہر شوق میں بیچ میں گھر ہے
 یہ سب نگ کو جاننا وہاں بڑا ہے
 سہو کرنا ہے سو وہ ایمان ہے اللہ
 گھنپا ہوں لکھ میں بن کے موقی ہے

یہ آنکھ اور گیان کو توڑے
 یہ آنکھ میں عین ہے سودھن ہے
 یہ نین کو اٹھائیگا وہاں عین ہے
 یہ پیہ ہے تو اشرف بن کے پیالہ
 کرتا یہ نین کچھ دھرت کی
 یہ لعل نہ ہری وہ پسیلی ہے
 اس آنکھ کو اللہ کر کے جانو
 اس آنکھ کو رنگ ملتے ہیں معمور
 یہ جٹیولاکھ ہیں مگر اللہ ایک ہی ہے
 دور میں گہور ہے سوشانا ہے
 اس دھوکو تم دھوکے جانتا ہے
 یہ آگ میں پورہ بھسریا ہے
 یہ آگ کو درد سے کمایا ہے
 اب کیا کہوں بہت کچھ بھویا نار
 یہ فکر کا باؤ کو تاکنس ہے
 میں نے کیا درشن ہے ایک میں
 جب درشن سے نکل جائے
 یہ پنج میں وہ خاص اللہ ہے
 تو بوجھ اگر دیکھو بہسار اندر

لگے ہوئے ہیں پہچان کے بولے
 یہ رنگان اترے سوچم کے
 یہ گہور ناشریفوں کا کام ہے
 وہ باغ میں ہے لعل کے لالا
 یہ آنکھ دین کو عرض کرئی گئی
 واقف ہوئے آنکھ کہ وسیلے
 یہ سب میں گیان کر کے پہچانو
 یہ جانو مقابلہ ہوا ہے پورا
 آنکھ میں مقابلہ کیا وہ ہے کامل
 وہاں خوش ہو خاص تر ہے
 یہ دھونے میں نین دھویا تو پناہ ہے
 آگ کے مقابلہ اس کی درشن ہے
 کالی ہے سو آگ پر بڑی جانج
 جبے کچھ یہ چاہنے کی گلی کو پیار
 پن کھد ہر سے نکلا اُدھر جاتا ہے
 پن بجلی کی چمک ہی تو بھی ڈرتی ہیں
 یہ تین ہے سو جو گل جائے
 تب ہوش ہے وہ روشنی ہے
 اس پنج کے چمکار ہے سو آکار

یہ بیچ دو تمنا ہے بان
 ایک دو مقابلہ پایا کیوں
 صورت کو منہ کیا تو مر شد سے
 بننے اس وقت اس کیوں
 کھاتے اسے جیتے اسے دیکھ
 دیکھ دیکھتا ہوا اے گھٹ سے
 اب کیا کرتے دیکھتا سو دیکھتے
 بیچ میں دیکھتا وہ ماری گئی نہیں
 یہ دیکھتے تو دریا پار سے
 یہ راز سے یہ رام کا کھنٹا نہیں
 بن چڑھنے بلند وہ آئے
 یہ فن کو دست کے دنوں پہنچے
 بلا کرنے سے دیکھ کرتی ہے
 اللہ تو نامی ہے شکر ہے
 اپنے پاس شانی کو ہاتھ سے دے
 بن بست سے در کا بڑا ہے
 جس کے دل میں تھے پکا کھولے
 یہ بہت کرے وہ خواب کر رہے
 کھلنے کے کالی آنکھ کے تین

عینت کو ہیں جانتے پر ہیز گارا
 یہ کتنے جتنے دیکھ لگا کیوں
 وہ نہ کر تھا وہ نہ مر شد سے
 اس کو یاد کر کے ہیں تے دیکھ
 جب نفس ترسوتے اُسے دیکھ
 جو دیکھتی ہے سو کرنا کر دیکھ
 دل کے بہت کن تھے کو دیکھتے
 یہ مقصد کر دیکھ کر پاک میں سے
 خوش ہے تو ہرے ہو بھر آئے
 یہ رنج یہ تن کا جتا سے
 یہ خراج وہ عرض آئے
 اکہل سے دست سے سوا یکہ
 کرتی ہے بٹھایا ہے شکر قے
 یہ جاننا ہے شکر ہے شکر ہے
 پاس آیا سو تو کج جان سرفراز کئے
 سرست سینہ کے اُپر کا سرا ہے
 تھے ہاتھ کے زخمی رک کو کھولے
 یہ سب کئے منجھ کٹے حلف ہے
 یہ صاف دیکھ پورانی کے تیں

یہ کیف ہے فستاح کو جان
 جس کی آواز جھپٹتی ہے
 رہتے ہیں دام اسے محل میں
 یہ بڑا پیچ میں لگا تھا جانو
 یہ رانا ہے نہ بوا یک بات ہے
 عارف پہ تو بھی ٹھیک ہے
 بھوکے ہاتھ لگانے سے کھڑی ہے
 اسے پرت کھڑے اور پرت کے
 برکسی نہیں پوچھے ایک نیت
 ازل کے بزرگ اور بندھی گئی
 اس مہک سنبھال چال چلے گا
 تو خیر اسی کا پیارا ہے
 گر کوئی کہے باجنا سو سنسار
 یہ ہوتے عجب نہیں وہ عم کہیں
 اصل میں ہو حقیقت آئے یار
 یہ عین وجود باہر آیا
 سنتھاتن میں یہ مزاج تھے ہونگا
 جس سے وصل کہئے تو ادھر والا
 یہ حرف لکھا ہوں یہ آنکھ سے

یہ سب سے کل فکاح کو روشن
 چھانے سو دھرت پڑی ہے
 کچھ حرم کے پس کے بل میں
 انہی ہے اپس کے گھر بھانپو
 تو ایک اتھ تو بات کی بات ہے
 جاہل کو نار حال چتہ نہیں ہے
 روکے تو شافی کی منی کی پڑی ہے
 یہ کیا لگن اور جوڑے
 پکڑیا ہوں فہم یہ ہے یہ انت
 یہ جوڑا سنا ہے سنا بند کی گئی
 اس آگ سے ڈول سے مزایا
 بہتر مزاج یہ تیز کا ہے
 میں وصل کے پیار کا ہوا ہوں یار
 نین بعد مزاج کے یہ ممکن
 کون ہے مزاج کے نمودار
 وہ اپنے وجود کو اپس سے بکھانا
 یہ مجھے کھانے کا کمال ہو گا
 یہ موکھ میں ہے نزل والا
 وہ نین سے پاک پاک شب سے

بھاری تو بولتا ہے بھید
 یہ شرع ہے شرمندے کی
 تو کچھ تک سے عملدہ ہو
 بیٹھے دو جہ دزن لیے جلے
 دیکھیا کے داکھ دیکھ کر گئے جن
 نہ دانا ہے نہ زندہ ہے صاف لڑا
 نہ شکر نہ شرم کوڑا کے کھولا
 یہ روح یہ تن ہے طلسمات
 جس پر کھولا ہے کہاں کا لڑا
 جو کھول ہوئی ہے باغ اپس میں
 لائی کے تن میں وہ کج باغ تھا
 دھر بہا ہر کے دل میں شتیاتی
 مجھ میں عشق آیا گویا عزیز آیا
 گویا کہ بھڑ بھی ہے باغ بھی ہے
 وہ مردہ تھا کمال کو رہ
 بولیا کے کچل ہے فقط جل کے
 یہ آم یہ انگور یہ انار یہ بیر
 یہ بلخ میں کہاں وہ کدھر ہے
 یہ بلخ دیکھنا باہر ہوا رنگ

پن نہ دیکھی یہ شربت کو خربش
 خورشید کے تقی پر کھنڈے کی
 نہ کرے اُسے تروق ہو تو
 کر بھاگ تو بھاگ کر گھر ہے
 کھائے کہ بھکاری تکیوں پہ تکی
 نہ یہ دانا نہ پتھر سب سے لڑا
 فرصت کو نہ ذکر ملا کے تو لا
 کھولتی نہیں ہر کسی کو یہ بات
 رہتا ہے چھپ دید میں دولہ
 جٹیو کا باغ باغ ہے اپس میں
 وہ دین تھا وہ دیکھنا بڑا تھا
 بلبل تھا آدھا وہ فسکری
 میں یہ بہار کے تین ہاں لے گیا
 پروانگی تجھے پلک میں دیدے
 نہ کھوٹیل کو نہیں کھینتا جلو کاہ
 اوجاڑیہ پھول وہ پھل کے
 یہ روہتی یہ سنتی ہے چو پھس
 دے مفکا مجھے سامنے ہوا ہے
 بولیا کے تو بھاگ کا رنگ

یہ گھوڑہ پیاس کا البتہ ہو یہ گھوڑہ کا حیض لیستہ ہو

یہ روئی آنکھ کا بیان

یہ رونے والی جگت کو روشن
پایا سوہیں کو میں را جا
اُس کو کوڑے بھی ہے دھکے
دیکھے اوہریہ سول پن ہے
بھنجن ہیں بج ہے سوہخص ہے
اس راہ کی نظر سے آیا باہر ہے
اصل ہے یہ نظر پانی کا انجن
اُس کا تو ڈوب ہے پانا
کالی ہے اس نظر نا دیان
دندے کی صاف سفیدی
پیٹ جو ہے تن تن ساتھ
اناج کو سب بننے پائیک
جی ہے سو کر نظر میں ہے سودا
یہ جگمس نظر نظر میں جل ہے
بخشا ہوں ٹھیکان کو اس کے آیا ہے
یہ تو پٹی عین ہے سو بیدار رہ
ہوا کے عیب متگی سو مشکل ہے

بھرا مرون یہ جھونک دشمن
پایا اُس کو نظر دسر نہیں جا
بیٹھی ہے آنکھی میں چھو کرے
اُسی روز یہ پٹ چمن ہے
یوں بولتے ہیں ایک انداز ہے
اگر بھوک و پانی کی پیاس ہے
دور پھر مانگتی ہے اکو پھر کر انجن
جن ہوا ہے خود سراپا
جنوں کو ل کہو گھر میں باندھیان
دیکھنے میں تو مجبزی
اس منہ سرغ کو نہیں دہات
کسر تو بھی اناج ہے نالک
ناپاے پھری پھری جو دا
جو آگ پون پون میں آگ ہے
جنیوں آب حساب کو ہم ہوئے
جو دل میں کالی آنکھی فائدہ
اند کا خراب ہے نصیب کی

آنکھ اچھوڑنا کچھ دکر کان
 ہر ہر کر پوٹے اُس کے ناتھا
 آئے دوست نظر نکل تن کی
 یہ سب کہ اوپر کے کرنے کی روشنی
 پن آپ نہ کہو یا را ایسے ہے
 مات کس طرف سے چل آئے
 خطرے کو ڈاکھ ہے نظر کو نڈے
 یہ نظر سے جٹو ہے باہر
 یہ جٹو زس نے کا آ بنا ہے
 اس جنگ اوپر جٹو بوج
 دیکھا ہے جمال جٹو کا جن
 جس حوت روز ہے سورب
 یہ بیت ہے یہ کتاب کو جو
 پر عم کہے یہ جسم ہے نور ہے
 یہ وقت میں دین کا دند دیکھنا
 یہ بھید ہے سو آدھے کا بول بالا
 جس جٹو کو خطر ہے سو تر کاڑ
 جس جسم کو جوت ہے سو ایک ہے
 یہ جٹو کو خطرہ ہے بڑا سارا

کو پان ہے جو مان کو تو چھ سوکان
 ہر گھر میں منی سو رو سو آسا
 اس شمع کو ن تن انھیں کی
 یہ جان نہ سو م کا ہے آگ کی آہن
 بڑا خلاف یہ ٹھار اے ہے
 اس شمع جو ن تنگ ہیں آئے
 جو جٹو تھی بند ہوئی کھینا غلو ہے
 جس کو ہدار ناؤں یہ لگاتے ٹھار
 یہ سب ہے سو بنی ہے
 یہ جٹو اوپر کا اسکا پیو بول کر پوچھے
 پھکیا کمال پیو کا نن
 یہ جان کو اب کو مضرب
 جوت ہے آفتاب کو جٹو
 مجبور رہے تو موجود ہے
 ایک آن میں بھیجو آ بند دیکھنا
 جونی دھوئے جو حق قعالے
 آئے جٹو تو جان ہے اسکو یار
 جانی سورب کو ہے مضرب ہے
 پن سب کو ہے بچتا ہے لگاہ

<p>بچنا ہے ہر ارچند چھاتی میں ایک جٹو کو آپس کو لئے بوجھ ایک دیو ہے نہ دو نہ تین کہ کوئی عرق تیرا بتلوتی ہے اس دیکھ کو ہے دک مست کہا کو کھڑے ٹال کہ ہاتھ</p>	<p>پن سول ہے نیک پور سے سب جٹو جھانکے تش کو بوجھ ایک کر ٹیکو کر ٹیکو آئے حسین مگر چوٹی لڑتی ہے مگر سب کو جانتی ہے نک جان مدر با کو مت رکھ دیکھ اپنی نصرت کو باہر ناچتا</p>
--	--

در بیان سرمدی

<p>مہل جون سو ایک جران پوچھا یہ جٹو تو کیوں ہے مسجن کا نہ صول سون سوک شے ہے کام تب جون دیا جواب دیا نیکی سو کیا کے سب سنگار میں ہوں ہے جسم لٹیا ہے اور ہستی بلکل تو کون کہے تو تو کون میں ہوں پلیڈ میں ڈڈھ پوک میں بکلی میں آبل میں مشک لاکھ پودنی میں فسکرنی میں دل سب کس میں کون میں معلوم ہوا کہ آیا سو ایک لال ہے</p>	<p>نہ جان نہ بکے جان پوچھا میں مولی کرے میا زہ کا اے مولون تو میرا سر انجم ایک بھاہر پکڑی سو منی کی بستر بھی میں ہوں باہر بھی میں ہوں یہ بوجھ سب میرا ہے بستی سو میں نہ میں ہوں جن کے فرد میں آکس جسل یوں خاک میں لیکر عین اناج میں دیکھ ذرتخت ذنون جیسری بھی ہیں بلبل بھی میں چن بھی میں ہا بھی میں ایک جٹو کو پھوڑ سو آشکار ہے</p>
---	--

ہر شے کے اد پر تھی بچی تو

وہ تھی کنیت میں جھل چلا ہے تو

زیر پرانی

کشتی شان

کچھ کاز کرے جو کمال

ایک ساتھ کے دوست و شر او

اسی روشنی سے ایک اور شے ہے

میر کو جو کر دل پر رکھ ہے

دو دانے غنہ شمع نہ نہ

مفتونہ غنہ ہے مصطفیٰ کا

کہہ رہا ہے سب کا مانی

دل و دل انے سو تو کمانی

مادی بنادہ دست گئی میں بتا

یہ کیا دل و دہشیں تھڑ تڑستا

اسے دکن میں ہے وہ دوست

یہ نقش میں نہیں ہے بہت بڑا چہ

یہ نقش میں ہے جانے ہر رنگ

یہ کل پر خدا ہے سب ارباب

یہ جیلو جھل ہے تن تاب

میں سوک ہوں مزا ہے سو عجا

من و زنگو یہ نن کو تول

یہ من ہے صاف بلا پیولا

اس من کہ گھر کون تن ہے اولگا

منصور نن کو جیلو کہ جب لا

ہر صاف جدا ہوا یہ گھر کہ من

میری زن وہ سب ایک من

من کیا تو محفل ہے خوش خدا کا

من نور ہے پاک مصطفیٰ کا

جگ جا منی ایک من مدد

من عین حقیقت محمد

میں کہاں کی خوش تن کہ ہے کہا

میں جان بنی جان آئجان

جی من پختا ہے مزا کی ذات

جی جیلو ہے مزا مزا تاب

من تن کے ہے ٹکلی کو خاص

راوی ہے کرنے کو سب جانے

دانہ ہے یہ دل روح بنا

اس نقش کے نئی نکاح کر بننا

یہ کام کو منہ کر کے نہ کرنا
 میں باپ ہے اس کے لئے
 جیسے کہ ہے دور ابے لڑکا
 توں جان سب اسی محبت ہے
 سرک ہے سونا کہے دور نہیں
 نہ کھوان کو ڈر باہر آتا
 اور اب کی قسم کہ کتنی ہیں
 یہ کھن کھن خرابی جو تہا
 تو نفس جان کو محسوس
 اس تن پانا پانا چن مار
 اس جھوکو جس کو ناے جھیا
 ایک پانا پورا وہ ہے نہیں ہے
 چپ چون کہ حقیقت دکھنڈ ہے
 کامل کہے جوڑنا ہے نفس
 یانی تو نفس کو کھانے کا مت چھوڑ
 اس گھر کو سلیس جا کر فرمائیے

یانی کر کل ہم سے رازوں
 یہ نقش دوسرے دل آدمی کا
 یہ روح میں سب کا کر جان
 کر اس کہ سوکچا اور رکتا ہے
 یہ نقش ہے دل روح ہے نور
 یہ نقش اکھنڈن نہیں جان لیتا
 اچھا محل اپنی طرب میں
 یہ تن بھون کھانے کو ہوتا
 کہنے میں ہوا ہے جنگن ہوتا
 یہ نقش ہے کیا بھن کھو ہار
 کہتے ہیں جو بلکہ مول مایا
 ایک آفت ہے اور کچھ بھی نہیں ہے
 مایہ بھی ہے یہ نقش ہے دیکھ
 جاہل کہے یہ توڑا ہے نفس
 اس توڑ کو توڑ چوڑیا کی چھوڑ
 وہ کون تو وہ ہے سوا ملک ہے

در بیان عشق آنکھ میں ہے سوبیان

یہ ہی نہ جائے معنی نہ معنی
 دل نرم پیٹ زبان بردست

ایک اند فقر راست پانی
 دین دین سراسون عشق کے

تھا اصل میں مرا ہوا تھا تھکتا
 ناتوغ نہ تیرے کا اسکو کچھ غم نہیں
 نا حضرت طے نا تو جیو کہ سب سے ملا
 پوچھا کہ یہ نفس ہے کا بول دل
 پوچھا یہ دل نفس دے کیا
 یہ فرق ہے بیچ نہیں سو سنا
 بوس تیرا ہے اس لئے تیرا برابر
 تو کھوٹا بل ہے تو ادب کا ناظم
 حضرت کہے تو کھا مٹھی کا منانی
 میں کہ ج اس بیان تن اون
 اس قسمت میں بہت رونے والا
 یہ لوگ بہت چھپے ہیں ذات
 یہ بھید تن میں صاف بولوں
 من نفس کی بات مجھے نہ پوچھو
 یہ بوجھ کا دنگ ہے سودنگ
 بولا تو منہ عشق ہے نہ صاف بولا
 اس نفس کو عام و خاص جان
 اس ایک کو کچھ نہ کہہ سکوں گل
 یہ بولی پلک کہ اوپر بلند پائے

صورت یہ قلندرجی گویا بندر
 نامرنا بھی نہیں وہ سلیس نہ کچھ نہیں
 پن بھوت آدائیہ آدمی ہے ملا
 ہے سل کیسی میں ایک شامل
 فطیم چل جا ہم نہ ہونے کا
 نہ تیرا ہے چاکنا ہے یہ سنا
 ایک سارہ ہے صد کون سر اسر
 اس منی کو کرئی نہ سنوائی
 یہ نہ کھانا میں مرنے کا کھانی
 اس بھید کو کون بول کر دکھاؤ
 یہ پیٹ کی فکر کرنے والا
 یہ دل کا کہنا آواز کم ہے ذات
 اس دید کو خراب بولوں
 یہ نفس کا بیان مجھے نہ پوچھو
 نک خوش ہو گیا گہان کا کھک
 کیا نفس کہ صاف کہنے کو بے قضا
 اس دھونے کو ایک دیکھیا نہ
 یہ دو جیو کا ہے سو بیٹھے خون کا
 سیدھا اوپر ہے جس کا عدا

یہ پھرتی ہے پرت بینت کو بولو
 قسمت جگت کی جس کی نسبت
 یہ نہیں تو ہے پار پا بندوق
 جس کو دھارت ہے اس کو سب
 جو صورت قائم ہوں میں سارہ
 بل کر کس سن میں کو جانے
 یہ اوج حواق ہے غلط
 بیکار ہے روج میں لئے جان
 تو بیکار ہے تو خون ہے یار
 یہ اوج تو نیا دھیر ہو کر جا کیا
 مطلق سے کیا روتا سب بالہ
 انہوں کہ کسے بلا سے بنگانی خدا کے
 بولے جنیاں نفس کے تین جانا
 پس کی بچانٹ ہے سو نیا پانی
 یہ چھیت کی حقیقت ہے سو حق
 بولیا کہ میری بولی ہے سو میر چاہ

یہ پایا سو پر ہے شہرہ ناز
 نسیب ہے جگت کی قیمت
 ہے تھل جو جو صلا سے در رہا
 دل میں تدریں سو ایک شجہ
 دین جگا کر رہتے ہیں تمام اندازہ
 یہ چوڑ سپانیں کا جانے
 رب تین رکھا سرفا لطف
 ستر لوگ ہو کر دن چمن کہ دوکان
 سزا دی ہے سو دے کا بھاکا
 مطلق کہ رونے کا پاتا کھو لایا
 یہ فرجیاد سے سب آجا لا
 سلطان سمندر کے بہور میں سما یا
 جھیتان سرک باتیں کیا آیت پھیلانا
 وہ ذکر میں آسج کیوں کیا جا
 پایا نکر کو تو بھوت ہے تو درو
 ساحر جو آج ہو اس بھرا ہے

در بیان الف

دنیا نہیں ہے در پناہ بے دا
 یہ جیو آکھنڈ آدھا ہے جہوں پر

جو کہتے ہیں جو بے خوی بند یار
 شرت کی ہے چھو کے بے خوی جان

چونکہ یہ اللہ ڈرتے کا ہے
میں اُس کو کیا قبول کیا من عام
بے خود کو آپس کو کیس کھوتا
آپس کو چھائے سو جا بچ ہے جنگو
جب رکھ دہاں دیو جلوہ کرن
تب لگ موبے خودی کہا نکی
رہنا نہیں ملا دونوں ایک جگہ
یہ بے خودی تو بار لیسنا
کھانے والی تو ہوتا م کرنا
کریں بھی کروں فدوی جائے
کر آکھ میں گھر ستر یہ پاک سواپنی پاکی
در بان اچھو جان خودی کا ہے
کیا ہے تو خودی تو فدایغ ہے
اصل یا خودی نہ آدمی کا
سٹو نیاز کو آدمی ہے خاص
شامہ ہے اگر دگر ہے سو ایک عالم
یہ خاک اصل کی قابل نہیں
گر گئی تو خودی وصول کریں
اس وقت بے خودی ہے تو کیا

یہ خلیاں کی چوری رے
کھونا نہیں مجھے یہ سیماں
اپنی ہے سو آپس کہ ہاتھ دھونا
لیکن اپنی آنکھوں چھانے کو
اس جٹیو جل میں مزا کریں
نہ دھرت کی ہے نہ آسماں کی
بے خودی آئے یا خودی جائے
یہ بے خودی سر کا تاب لیسنا
یہ صبح اور آپ سی شام کرنا
جانا ہے خودی بے خودی آپس کی
خودی بھی خواہ اپنے پاس کی
یہ اپنے پاس کی فدوی ایک بھید گئی
گھر گئی خودی تو آئی سو خاک ہے
اکھند خدا ہے اس خدا کا
ہو اس میں خودی ہے حوالاں
اور مقبول کو اس خدا کو خام
اگر ہو تو بھی خدا مقابل
یہ اصل ہے میلا مت کریں
یہ خدا نہیں نور ہے خدا کا

بڑھتا ہی نہیں جس میں محسوس کر
 کر کچھ کہ پوچھا ہے سو مند ہے
 میں خاص خدا کا آشنا ہوں
 میں بچ خدا کی ناز بڑا رہتا
 میں بچ کی پھول مردہ ڈالا
 میں پھول کہ بچ میں ڈالا
 ہوتا ہے تو مجھے یہ طاوت
 کریوں بھی کھول منہ دیا کچھ کریں
 اس بات کو تو بول آہیر ساتھ
 یہ بات بہت کھینچی ہے لاقین
 سہونا تھا میں بھی ہاتھ دسونا
 ہونا ایسی باجے نہ بیگو لا
 ہونا ہے جو عجب اس پر
 مزا ہے من کو ہے سہدھا
 یہ من ہے سو کبڑا من
 منصور کو ایک بھی ناجانا مغرور
 میانے کہ آپنے سچ ہے رہے
 کہتے ہیں جان بھاری ہے شان
 اس بھانپ بہت سدا کا ہے

یہ بھانپ ہے خودی جہاں کر
 تو لے خدا اگر یہ فہم ہے
 نقش کے پاس تو رہی نہیں دھند ہے
 آئینہ بھی ہے تو پرانا نا
 یہ رنگ سے صورت ہے
 یہ رنگ میں تو ہے صبر
 ایک باہت ہے اپنی کہ چوہانت
 یہ عادت میں گواڑے آئے
 فائدہ کو نہیں رہن نسبت کے ساتھ
 ہر کوئی دیکھتا اور تن
 اس تن کو شکل صاف کر دیکھنا
 ہوتا اس کو شکری چھو لا
 منصور جو ہوئی یہ مزا پھرنے پر
 جب صورت پر نور وہ سر ہند
 یہ موت حیات ہے ہاتھ
 ہر ایک ہے آپس دکھا منصور
 آپس کہ بندنا ہے سو ایک سچ ہے سچا
 کتنے میرے پردی ہے الرحمن
 پردی میں اذاکیا ہوں

اللہ کی بن کہے انا کہتا تھا
وہ عین ہے تو سب آنا فنا ہے
ہے ان تو جیو کہ عصا کن
ہر کن نہ کہے کہ آفتاب چھو پ جائے
منصور کیا کچھ ایک اچکار
وعدت کو اٹھ کر کھول دینا
شرکت کی بتہ کی داری
کو اڑ جتنا ہے سو رحمت ہے
جب تیرنا ہے بڑا کہتے ہیں
مل کو بڑی بڑی سورت
آپ ہی ہو اس کے نہ خد نام
دھبش کر آیا آشکار ہو کر
آپکا کاج کر کر کھلانا لیا آنا
مطلق دیکھنا سو ہے طلق
ہر کام سمجھ ہو اسو سچ ہوا ہے

ایک بات کہے تو کہوں ایسا
اس ایک اناج سے سب آنا ہے
اس کی ہے آنا اناج روشن
جو اس کا آنا ہے سوطا بول کا آنا
اس حق میں موقع کی اسے نار
سو کیا کمال بول دینا
جب وہ بولا آنا وہ مات ساری
یہ کہنا نہیں کچھ سمجھا کہ
جو کوئی مجھے بڑا کہتے ہیں
جو کوئی بڑی کا کام کھٹ
یہ دھونا و دھرنہ کا عرف ہے
لیکن جسے روز صاف کر کر
اناج پر آنے سے کوئی ناچار
واحد کو ہے بچ نور طلق
یہ سب دیکھتی ہے سمجھ ہوا ہے

در بیان بھوکنا حویں

ایک بھوک سے جو نہ خوش ہوگا خوش
کسی جان میں مت میں باجئے
کہ کل کو بنی بنا رہنا

حضرت سے ملا ایک در دروین
یہ پوچھا تو کہو اگر کہا جائے
بولے کہ یہ ہی اناج ہو رہنا

اپنا جو ہے بات کر حق کا
 بن حق نہ کسی وجد ہے دے
 پرگت کیش آپ ہے وجد

پن کام معلوم یہ سب حق کا
 بن حق نہ کسی کو یہ ہے شکر
 نہ غیر اسے غیب سر کو بود

در بیان نکات

ایکس جن کو لئے تو منی کوچو پاوے
 پہلا تو وہ ہے کھلے پر رکھ آنکھ
 وہ آنکھ نیستی ہے جنانوں
 کہے نگ کر زور بجائے ہیں
 وہاں ٹھارہ بیوا ہے خاص نور ہے
 یہ نور ہے کسی جد انہیں ہے
 مائار نہ کپاس نہ نیولا
 اس پاک میں یعنی پاک پناہ ہے
 اس غم میں خودی ہے جو باقی
 یہ خودی جائے جسند و لیکر
 یہ ہے سو تو ہے نہ جا پہلکنند
 مشکل ہے جو یہ خودی نکلتا
 کیا ہے تو خودی کہا ہے کہا
 کیا کچھ کر دیہ خودی نہ ملے
 ناچار نہیں ہے فضل خدا کا

ایک تو کون لئے میں پی کے پاوے
 مگر ہے کچھ کچھ کمال کو چھانک
 یہ رنگ زاتی ہے بھانوں
 چڑ نور وہ بہت ہے سر نور
 دیو کو دیا سوہم ہے دیو نہیں ہے
 ناصل ناجہاز ناخدا ہے
 میں نامور ہے نہ ہون ہولا
 نیاں بلکہ گم پناہ فنا ہے
 ہے اس کے خودی کی اشاقی
 تب تجھ کو چھو پی پیا پور و کر
 جانا ہے خبر و کر جانا ہے فنا
 پڑاگ میں نہ خودی کہ جلتا
 یہ کہا کو خودی ہے پھان
 جب تک ہے جہاں بیگل سے
 آپس کے اس ادھا آشنا کا

یہ نہیں دیکھتا کہ کرم ہے اکرم
 یہ حال کو بڑی تخی ہے
 مان اس کو یہ روح یہاں تک جاتا
 کہتے ہیں کہ ہمارے ہمارے
 آتا ہے یہ سب کو ہے سودوز
 یہ سب ہیں شوالا ہے سوچ ہے
 یہ مانس ہے ہر طرف مقبولا
 مان اس کہ ہر کوئی خلاصہ
 یہ دل کو ہے اوج و وجوں کی نور
 یہ نور کو رکھ رہا ہو گئے کا ہار
 یہ دیکھتا نزل ہے رہے
 ہے نور آ کر تا دیو پسی سکھ
 سچ یہ دین ہے کچھ لے لیا
 جو اوج نگاہ روح دیکھتا ہوا
 نور کو کہتا ہے نور تو
 یہ ہے سوچ سبک دینا ہے
 ہے آپ رہے ہے آپ
 اچھی آکر آپ سے تو آپ تھا
 یہ لاپ سدا ہے جانتا وہ

آپس میں کھینچ ہے کہ ہر جسم
 شرکت کو خفی ہے مستثنیٰ ہے
 ایک نہیں ہے یہاں تک سب کا
 دیکھتی سوچ گت ہزارن
 یہ سب ہیج آنکھی میں ممکن
 یہ سب نے سب جانے ہے
 یہ سو کو ہے سب منی کو شولا
 نہ اب اسے گزرنے خلاصہ
 یہ سو ہے سا کون کو منظور
 جلیہ جوت رہے سو گھر کو ہار
 یہ دھن سے پایا ہوں یہ میرا
 یہ روپ ہن کا ہے یہ روح دین
 پن تھل روز جاگ نے کالینا
 یہ نور ہے سو کڑے مزے کا ہے
 دیند ہے نور و جانی نورنی
 جا دیکھ اُجالا کہ آنکھی میں
 یہ ادراپے بتاپے کو لئے آب
 معلوم یہ فند ہے آپے پار تھا
 یہ آپ یہ پاڑے چھتا وہ

یہ بولا یہ چوں یہ باری
 کر نگاہ وہ جو بھاگ کر آئے
 جان بے قطر تھامیں جنگ کے پڑھوں
 میں پاک ہوں در سب کا کھد ہوں
 کوئی کہے یہ اغیار ہے
 یہ کیا کھپنا کہہ کا
 اسے یاد یہ آنکھی دین فانی
 جان تو وہ نہیں جائیگی سچ ہے
 جو جو یہ جوت آنکھی کچھ میں کہیں
 کیوں کیوں کچھ کم ہوئے
 یہ عمر میں جو جوانی ہوگی
 بچے چپ جمال باہر آوئے
 ہوا تو بڑھا پھر وہی حال
 یہ جوت میں ان بن جب آسے
 حان گھٹے میں بن اٹھا جائے
 یہ جوت میں نہ حان بنے انجان
 ہر جٹو میں جان نور اس کا
 کوئی من میں نہ دیکھ بن کر یا کھ
 کہا گھٹ ہوئی وہاں جوت جائے

نام نہاد بنیں
 جا بھگے آپ کے سر پہ
 رنج ہے پوری سہارا ہوں
 یہ کہتے ہیں جوت جیسا تھو کہیں
 یہ دور سے دیکھتے سہاگیت
 بن کیا میں پناہ کہا کا
 اس جوت کو یہ میں کی صفاتی
 اگر مچھوں یہ سیر آنکھ کچھ میں ہے
 یہ دو آنکھیاں کچھ میں بنائے
 یہ دھوئے سون کے رنگ ہوئے
 یہ کیا ہے جو جان کی تانت ہوں
 آپے کمال کرو کھاوے
 جھل جائے جانے جو خجل
 جمع جوت کر کھلاوے
 تب آپس کو جھل کر کر کو رپائے
 اپنے وہ سب اس کے ساتھ بنایا جان
 ہر جسم جھلک ہے پور اس کا
 کوئی گیان میں ٹھو نام کر اس کو
 آپس کے پہچا کر پہچھے

یہ رہا ہے ہر پہلو سے موتی ہے
 نہ رہا ہے ہر پہلو سے موتی ہے
 بہ جوتہ دیکھ تھا اکسیر
 دغیف تو رہا تب کہے جائے
 یہ جان لگا ہو یہ جان لگا ہو
 بھیل میں اس کو کھیل کھیلتا موجود
 اس تحت سے جن ہوا ہے جوتی
 یہ عین ہے نہ شکر نہ شاکر
 جی وہیان تھا سو چور وہیان
 وہ ڈک رہے وہ فکڑ وہ
 یہ ٹھار یا ذاتی ہے جوت
 اے یار تو یار کو مت کر یاو
 یہ یار ہے جیسو ہو دلبروت
 یہ یاو ہوا جو سے پیسہ
 آنا ہے یہ بشر میں یا پہنچ میں
 ہونا ہے بسر پل ہے یاو
 وہ دیکھتا ہے آواز
 اتنا ہے اہن گریہ چسکا
 ہر دھن کا اوپر دھن لایا ہے

چٹھیا سے ٹھہا ہے کہا ہے کرتے
 چٹھیا کی آستری نہ دے ہے
 یہ ہے سر پہی ہے سر پہی
 بہتر ہے بھی جوت چپ رہ جائے
 کھانے پینے مٹی چھوٹی ہے
 مٹی ہو رہے تھا ہے وہ پوت
 رکھا اے لعل ہے یہ موتی
 اس ٹھان نہ ذکر ہے ذاکیر
 ہو رکھا جکل جکل ہے بسایا
 لانت لبسک میں چوب
 لبسک کٹ ہے اس میں محسوس
 وہ یار ہے حنین کو بسایا
 تو جان ہے صبر کو سر بسر کو حوت
 نہ استی لبشر ہوا ہے بدار
 دل یار سے بشر ہوئی شاکر
 دیون تبسم یاو بسر
 یہ کان سے من کریں کہاں
 لیکن دیکھے کھن اس برکا
 مازین کی فکڑ وہ لعل ہے

کرنے ہیں مادی مالک کا
 کیونکر یہ کہنے سے ست ہوئے
 ہے شمع اوپر وہ ہے شاہ ہے
 ہے ہر وقت پر ہاتھ اچھ رنگ
 نہ علم دھن ہے نہ آیان ہے
 نہ سوک نہ دکھ نہ کر نہ امید
 وہ دقت میں نان میں ہے
 اس میں ایک ایک اٹھانا کھا
 ہول اس میں ہوئی کر آچار
 اس بھانستے یا بتہ باہر آوئے
 یہ باہر ہے بہا ہر آنے کی
 اس پر تو پہچان کرنے کو سمجھے
 وہ کرنا ہے کافی جو ہے ردہ
 جان نیٹ نہ ہٹ نہ تو ہے
 یاروں کا لک ہے ہاں اس اد
 کہا کچھ اس میں دیکھ لئے ہے
 نو بن میں سچ چھوٹ چھوٹ نہیں
 دیکھے ہیں چین کو دل ہو آ یا
 وحدہ کہ ہے یہ بہت حاصل

بل تمام تن بونے کا
 جب کوئی برنگ نہ بتاؤ
 دے وئے اس شہر میں ہے وہ
 یہ روپے نارو ک بل کارنگ
 نہ دور کتنے دھن اور بیان ہے
 نہ رہات وہ دین نہ سچ خورشید
 کیا اچھے وہ وقت ہے بھی
 ہوتا ہے میں بن محسان کھا
 زریب ہوا اس بعد از یاد
 غور پکڑ کر رکھو لئے
 یہ بات ہے نصب کی
 پڑھم میں کھتا ہے رنگ
 کہنے سے خیال بل کے بالا
 نہ جلیو نہ جان پن جلیو ہے
 جان میں ہاں لباس ہے نہ تحوار
 نہ بل کے اوپر دیکھ لئے ہے
 اپنے میاں کسی موفت میں توٹ
 آکر کی اپنے خاک کہا آ یا
 دیوئے جو دھسنی ہوئی حال

یہ نہیں کہ یہ کم خور کی

یہ آن کہ گلے پڑی وہ ہادان کی

در بیان مہنگات کا بیان

تھا ایک نیچے ستہ آدھی مورت

وہ صاف کوپ نک کہد دات

ابکہ یہ کر کرنے کا بیانے

کفہ کہ کسان کی نشانی

ناتکسہ سے میں آپس کچھو پے

نہ اور کہ دفن کو تسبوعے

بہ ہاتھ کر نک ہے سودھن

یہ نوکات میں اس طرح ہر کو انجن

نصفہ نوکات یہ بھاگت ساتھ

یہ شوق کا کھسک لیا ملاقات

نکدہ بٹھا ہے یہ دو سر حیار

ہوا ہے یہ مفسد مان مقصد

پڑائی گتہا ہاست ہے نوکات

ہے حیب کچھ لئے اپنے ساتھ

برے نہیں اور کچھ اداس کو

یہ بات احساں کی رخ میں دکھ

مختصر ہے کیا اس قدر لہجہ کی

آج بھر گیا ہے سہرہ کہ سبق کہ

ایکسچ یہ قسیت ہے سہارے

محتاج ہے سلک کہ تمارے

فریاد کا یہ رمز یا داز

جو ہوئی کہستی فرش

اس جھڑو کہ ہمزہ سے چلے کہ پکے

محبوب بڑا صاحب ہسکرائے

بولے حیرتوں بس ہے مضنا

بولوں ج ہے نک نوکات

دیکھا دور پہکھا ہوں حشر شنا کو

پھول میں ہے کتنے نک سخن ہوں

کر بھو کر کیں وہ پڑ پڑوں گا

پھول کہنت ہے پڑو نکا

لیکن چھوٹے مجھے کام آتا ہے

ہاتھ کہ پاؤں نوکات آتا ہے

وحدت کی درواز باب دیتی

کاٹتی ہے کالی کالی قسیتی

دیکھوں تیں مجھے گواہوں نہ کہ
بہتر جو تک آپس کہ خاموش
حضرت کہ ہسم آچہ نہ ہنا
بولایہ بڑا ہے کیا بھلا ہے
یہ دین کہ درست آئے ہیں شریں
یہ شیخ ہے وہ شریف ہے سید
انہی قس پورا پھیل کر تک
دیکھو یہ گھٹ ہے ہر طرف
یہ روپ وہ روپ آپس میں ہوا
لیوں سب آپس میں تو جوں فونڈ

۷۶

پہلا قدم میں اکڑا کر
یہ بات یہ ہمدردیہ ہوش
بلادہ قدم سے کیا نکلت
اور زور پر چرچ مولا ہے
یہ تک ہے یہ بول ہے برہمن
یہ چھوٹ ہے ہوا وہ مقصد
ایک بار نہ جانوں سب میں سچ
یہ ناخن اس میں تمام دم کرے
یہ اس میں بکھڑا ہتھیں ہوں
میں آپس میں سب میں ہوں باگچا

در بیان رگ

جو ہے رگ ہوا وہ راج اسکا
ہے اُن کہ علامت ان کے مناس
تو کہنا بھی وہ آنکھیں ہے
یہ کہا مقدم میں ہلایا ہے
ساند پڑی ازل میں بتاوا
آکاس وہ دھرت پکا پنے نئے
سب میں ہے وہ کرنا ہے تری
کرنا ہے سو کویشم آکر جھول

شکر کیس کا بست کا
اس راہ سے رسم سے کنار
اس واسطے کہ کہنے ایک بات آئے
مطلق سے آنکھ میں ہلایا ہے
ہوا وہ رجا ابشت ازل کہ تو نے
ہوا وہ دھرت کا سچی پنے پر گئے
ہو رد و رجا جانن کہ چسپن ہیں
یہ جیشو کبر سو

بھانا ہے عارفوں کے میں راج
 یہ بادشاہ بڑا حقارت ہے مزاج
 پہنچے ہیں یہ نرنگا کہہتے ہیں
 یہ مغلوں کا کچھ نہ سنا جانے
 عدل ہے نہ تیرا ہے نہ حساب نہ تو
 میں وہ عارفوں کو نہ کہوں گا
 کہ کہوں تو ان کو کب رفاں
 کہو یا نہ ہی جو نہیں جانے کی بر
 ام و حکم جو بہتسا بنا کہ میں
 یہ کچھ ہی دیکھ کہاں کی کم
 نہ انکی آپس سے ماننے والی تو
 اللہ کی محبت بنی کی پیاری
 کھاتن ہے اُن کی لعل کی کھن
 یہ اُن کا لہجہ لعل کا ہے
 لاکھ فائدہ ہے بھوکا بھوت ہوا
 نہ آن منی کف دھے منہ تارہ
 ست توڑ سورج کو ہو رکنول کو
 بھسی پاس نادانوں کی ہیں
 یہ فائدہ سے سٹ کو جانا

یہ دن نہیں ہے عارفوں کے بلج
 کرتے ہیں جہان کے کارساز
 ایک میں کشتہ دوز سر کے فن میں
 غالب کو سدا م پر چھانے
 جاتے ہیں رنگ سدا درخشن
 کسر کوئی کہے تو چپ رہوں گا
 پورے ہوئے ہیں یہ سہاں
 یہ بہتی کہ نہیں بکھبے کی جو
 کچھ دور کہوں تو احمق ہی ہیں
 یہ آگ ہے پھسلنے کی کم
 یہ لوگ بکھرے ہیں کن مکن تو
 یہ دو کہ سخن سب کی پیاری
 کیا ہے لعل کی شمن
 نہ لعل نہ کس کلال کا ہے
 کھانے کو گوئی بچتا ہوں
 ایک جانتی ہوں ایک نرم کرارہ
 ایک مول سے منی کو بسل کو
 مالنوں کان کی ہیں
 ان اپنے تین آپ بچنا نا

یہ سب میں دوسرے دوسرے میں ایک
 اس میں کچھ رکھا ہے من کو پاک بنی
 اب کچھ بھی بہت ہے سیاس
 اس تن پر بس مرقی ہے آئین
 یہ بادنا بہت بڑا اس کو وہ
 یہ ہاتھ ہے کھوٹا شمشیر
 ہے صرف کے تین دور ہے مددگار
 ایک وقت زیر سلیمن ہوئی
 اس زیم کے ہوں وہ زمر کی صورت
 بل زیر وہ دم ہوتی ہے محکم
 یہ دھونا ہے سو خاتم انبی کہ
 جس کو جو نبی کہے ہیں اس کو
 نامی کہ بعد جانانوت
 تب خلق کی دوات اُپر آیا
 کو فار آپس کے کفار کو کاٹ
 ہمایا کشر ولایتی ہے
 لازم ہے اکھن کو اے پیار
 اس روز میں تکھی ہے کون
 یہ شبش سد انہن تاج

ایک بار سب ہوں بھوکے
 آری تھی تو تن سے خج کر گئی
 کھر آند ولایتی ہے آدس
 عرفان ہے اس میں ولایت
 کسر ہے پران گیان اس کمن
 پکڑن ہے زیر فوج دن زیر
 یہ کری وہ زبر ہے اپنی تھار
 کر ثابت ہے بات سے ہوئی
 ایک بھانت بلا ضرورت
 کیر نکو زر لفظ کم
 ایک بھانت سے آبیان کی
 اول دی ولایت کا اس میں سکون
 اس و د کہ بھی جب اس کو فوت
 السدم کو زخیں دٹے جالایا
 دل دین سے پکڑ آپت کاٹ
 یہ مہسو کے آگھنڈن و طیلو بی ہے
 لیکن ہے اکھن کو خج چھلکار
 نہ اس لئے جوت نامجھ کون لئے توروز
 ایک انج مکس کے ایک ہے محتاج

یہ نائنون سیتہ جی جیسی ہے

یہ نائنون سیتہ جی جیسی ہے

دوریاں چھپرچ

اں کیا تو کس قدر ہے
 یہ خستہ جو ہونے کا دانا ہے
 جتنا جو مال ہے بھریتا ہے
 جو بیٹ سے مان بچے باہر
 کنگال کے گھر میں ہونی کنگال
 کنگال جو پڑا ہے پر شان بہت
 آپس کی کمال سے واقف
 دنیا نہیں معارف کی محبت
 وہاں تیسرے تامل ہے ناسرچا
 اس راہ میں وہ راہ کو کوئل
 نقصان تو نار مار ہو گیا
 لکھا نہیں باد اُس دی کو
 وہ نا ان روال ناٹن کے
 صاف نظر ان کے ہے بلا دور
 اس ایک ملک جلک پہچانوں
 رکھے اگن کو پل میں
 پنی جائے تیرا جنم تاپ پنی میں

کر یہ جو کیا تو جگ میں جائے
 ایک بار میں جگت گٹ
 اس خستہ کی دن آئی بیت
 ایک بار پری تمام آئے بیانی
 اس جگت میں دیا کنگال
 کنگال میں جیسا پڑا کنگت
 ہر ایک آپ ہیں صاحب معارف
 یہ کیا سی گھر ہے جب تک
 یہ جان چاہ ہوا چوچا راہ
 ہر سنسر میں ہوئے شہنشاہ
 ہر چیز پر کمال ہو گیا
 سر نالین سے سچ آدلیان کو
 جس پر جو نظر ان کے
 ایک جیو ایک نظر تھی ہے نور
 آدھا ایک ہے اس کو ادھا خانہ
 کاڑھیا کوئل میں
 کاٹل ہوئی جن کو کل کلی میں

ایک عمر کو ایک نظر ہے کافی
 تمہی جو کہے سو من ہستی
 تن جیستی نام بیٹو ہو کر
 یہ پیشہ کو کلا وہ نائن سے وحدت
 ایک بیٹو دو جان کو کلائے والا
 تو سواں ہے تو نہیں ہے من میں
 اس میں کچھ تو چال دک ہے
 اس دو کو آپس کے دل سستی کا ٹ
 کر آپس کی ذات میں مجھے
 وہ شہر جو رہتا ہے جہان کا
 وہ شہر کو راج ہے مہراج
 تھے گنج میں ایک آپس چھو پاکر
 بیدار آپس کے بھند چربم
 ایسے میں ایک من کا دوست آیا
 پوچھیا ادب سے ایک شاہ
 تن ہاتھ ٹوکات ہے کتب

نن میں کی تیر پری پڑی نا تھی
 طلب کو خسر کی ہستی
 کمر پیو کہ پیار سیوئے، پیو کو
 یہ پیچ ہے نہیں زشت تک سے ترک
 تیرا جو ہے سب سے بھٹا نئے والا
 پن، دوسری کیوں کھاؤ بھگت
 اس دو سے آپس کو کاڑ ہے
 ود کی، ارج سپر آپس کے پہاڑ
 منہ بول منہ بچار بات میں مجھے
 پایا ہے جگت کہ استفاق کا
 راجا کو جگت کے درست پانچ
 کل دمت کہ ویسل سے کھپا کر
 جان ڈرتے سونگ کرھے
 جو گل سر کے پاکس پوچتا آیا
 اسرار بہت خوشی سے آیا
 بولے تمہی جب تک ہے تر تک

حکایت دو کی رگ کی ہے

یہ میر نہیں یہ جہا ہے خوشید
 یہ لک ہے خاص مصطفیٰ کا

جنس گ میں مٹھلے کی پوشید
 یہ میر نا نہیں کریم ہے خدا کا

یہ سرگ سے سو پہکے پیا کو
 کوئی منہ کہنے تو کچھ بہا لے جا
 کیوں دوست گیسٹ اپنا
 یہ بیچ سے میں نالے نہ کوڑی
 اچھتا نامرگ بیچ فسترا
 کوئی بھید نہ پانی بیو کے
 جس ناس بند ہوتی یہ منازفا
 بن مرگ اضار خا آتی
 ہے وصل کو ٹکنا اضار فات
 جان جو ہے جگ مینے کس بیچ
 بہت بیچ کو کھوتا ہے یہ دل
 دل بانگی گا ہٹ سے تو کھولی
 تب مٹرگ کے گانٹ کھول جا
 پکڑ ب اپنے دل سے یہ بات
 آپس سے تو بیچ کچھ رہے صل
 اول تو ہے جو بیدار
 دوسرا حو نیا ہے ہاں موٹھیا
 نیز نا کر سیدھا اٹھایا جاگ
 جی حال حال ہے یہ ہی حال

ایک رنگ سے رفیق ہے چپا کو
 محسوس کر اعم محسوس آیا
 کیوں ایک کو ایک سمیٹ لیتا
 نہ ماون نہ نوکر اند ہوڑی
 دھبا یہ تمام کام کھروا
 کیسے ز یہ لوگ جو ک جھو کے
 توحید کو آ نیگا با صفا
 بن مرگ کے کر زگ کو کاٹی
 ہوتا یہ ہی اضار فات آیت
 اسی درج کہ بیچ بات سب بیچ
 یہ مرگ سر ستر بیچ مشکل
 اس کو گانٹ تو دیکھ کر لپنی
 جس دفت کریں تو کھول جائے
 پوچھا تو دیا جواب یہ دھرت
 پس مرگ رہے بھانت اول
 ہوتا ہے خاص کا کا خریدار
 سب میں کو چشمیو کہ جاگ مٹھیا
 بیدار کیب خاص کا ماگ
 ربت ہے آپس کو بے سد کمال

اس مرگ کے یار کو تو یوں سے
بل مستید ان ہر ابرار کے
دو جی کو خاص دے لئے ہیں
محسب ہے مشتری ہفتوں کے
جس دیکھ دیتے سدا یہ جہاں
ہو اعر میں جبنا چتا ہے ایک یہ وہ
پلک کو میں سا بال کسر ہے یار
یہ درد کہاں ہے وہ پلک کو
ہر مرگ اس پر مرگ ہے در

کچھ سوئی تو سیر ہے وہ تو نین
یہ ضاف ہے یہ گیسر اس کے
پہنے تو عام دے لئے ہیں
یہ مرگ ہے یہ سدا حضور کے
یہ مرگ کہا یہ مرنے والا کہا
جن مرگ کے مرگ کو کریں شہد
اس کا کو سہی حال رہے یار
یہ مرنے کا گھن ہے مرگ کو
ہر مرگ اس پر مرگ ہے در

دربیان خلق کی بندا کرنے والا

جن نام و کن میں ہے وہ پیر ہے
وہ دلیر کے اوپر کوئی اڑنے والا
منہ کو رتھا محارفت تجا بن
یہ راج پایا ہوں خوش خلق خاص
بازو اپنے دوست کا خاص دل
کہ باقی دین کو پہچانتے ہیں
تبدل ہو جائے انہری نہیں
یہ جدی جدی ہیں جگنا جگ
خوشی کے اوپر چڑیا جگ

کون مردا ہوا ہے وہ پیر ہے
عرفان میں جس کو جوڑ نہیں
ناک تھامیں کتیک دن
وہ سمیٹ لیا ہوں خاص غواں
پوچھے مجھے کہتاں تک ہیں کامل
اپس کے مرنے والے کو جانتے ہیں
کچھ تم کہو کہتے ہیں دیس
میں تھا مگر جواب کا جو کہ
پہن وہ جو کھڑے تھے عین رکھ

بولیا کے میں تمام کو سبج رٹن
مجھے کتنے نوکات ہیں پوچھو
ہر تن کے جو کچھ طلب روشن
مرتا بوتا سے یہ بارت پوچھو

در بیان راگ

جن آگ کو دوست کر لیا ہو
یہ راگ نہ آگ جلائی
اس راگ سے تن روگ سے بھاگے
ہر تن کو گئے یہ راگ علا
شکر گئے ہر ایک کو میٹھی
لگن گئے جٹیو کے درمندان
پہلے لیا ہے یہ راگ دہ پیرا
یہ راگ تپسہ کے تپس کر کے
یہ راگ خوراک جٹیو کا ہے
یہ جٹیو پڑھا ہے عشق کے بس میں
اس راگ سے جٹیو کا قسربار
اس کو کھ سری یہ راگ سنا
یہ کرم یہ اگن سخت یار ہے
اس راگ سے رنگ ہے جہان
اس راگ کو روشن روز کو ہے
جس جٹیو کے تپس یہ راگ لاگے

تو بوجھ اور بے شک لیاں ہو
یہ راگ باغ نہ پہاڑ کہا فی
اس راگ سے بھوک من جاگے
پن جٹیو جلیان کے دل و بالہ
ہر کسی اور ہر کسی کو میٹھی
آفنی کو ہزار چستہ دان
اس راگ کو مول کیا ہے راگ
کالک بھری کو لے کو اگلا ہے
یہ جٹیو خوراک پو کا ہے
دکھ سے سوتی سوتی ہے بس میں
اس راگ میں سیو تو جلیبار
ہے دہ آگ دہ جل ہوا سونتا
وہ کر دو بنے کا ڈولار اھے
اس راگ سے سنگ ہے شمع کو
یہ راگ سب کو دفن کو ہے
نہیں جٹیو بھلا آگ لاگے

فولاد پتھر پر بسا رہے وہ
صورہ و چادر چاہئے اور خوش

اس میں اس سے وہ
سیرانہ سے خوش درو کو

ورحکمیت کالی آنکھ

کیا سہ کی سرتی پک تک درد
میرے سوا کوئی نہیں سلگاتی
تلوار سے نیز کر رکھنا ترانی
قرنگ آٹکار جدا نفر میں آ
یہ جیٹو کے جانور کونسا ہونا
آگ میں تیرا بدن قسار ہے
یہ صورتی کی منی اس پر نکل مانی
جیٹو نیسے کرنے سے کوئی نہ جانے کو
گل جانے پلک کے فن میں رہتی
مرک گری کر گئے گئی دنگ ہو کے
الحدہ جو رکھے ہیں ادب کا
طویر کے سویا رات کا
بلا آہ کی راہ کو بہار ڈان
جل جانے کا ہے سوعین انکی
ٹھار مارنے کی گود ڈی اوڑ
آنکھ تھے کالے کنکال ٹھوہلیا

تیس اس جلیو کہ سخن سر
ایکھا اس کو سے کا کرنا رکھاتی
کو آ لایا آگ کو لا کو جڑتی
آگ نے بھیجی ہے راجے کو رنگ میں
آٹک میں تیرا سویا سکھ لکنا
آگ میں تیرا ہے
یہ سنی سبل جا کر چھپی
یہ صورت چوڑ لیا چھنچھن تھ نکون
ایک پاکیا بلب دجھتی
چھوٹے آس چھلک میں سنگ پڑے
بولے کے شوق سے سب کا
وہ جیٹو جلیا دراصل تھارگ کا
یہ آگ بھر پور ہے اس کو نکھنا
جواس کی خریدتہ تھی جمانکی
مجھے شوق تھا صرف اس میں جوڑ
واہ واہ تو دیا سو پیٹ بھرایا

<p>یہ آنکھ آپس میں نکالتے کہ بھاگوں جہاں اس کی پستی جاتی ہے اُتر کر ڈرنا ڈرنا عزیز نیکلنا آدھکے جگت کو بھی تو ممکن ہے چکند ہے جو اس لئے جانے عاشق جو ساتھ ہے گھٹس کے تان ہے دیکھا ہوں لا دور کے راس ہے بحری کی عین کھ حاضر خباب پر یہ پاکسہ کرتی ہے اکٹھری یہ جان ہے تک آگے سے پار آج لک لگیا جھل جھیلے کے میانے</p>	<p>ڈر جٹیو کون اُس علی کے رو گالوں کالی آنکھ کو جلا کر بھسم کر گھور جگت میں بہت نیکلنا یہ لگی تاباں کے تین جھڑھڑاتی ہے یہ جھل جھل ہے یہ جانے کو چلانا اتنا جو دیکھنا سو وہ انسان ہے تو آنکھ کی ڈھیر ہے وہ منا ہے یہ رب آگوان سے عطا کر جب سیدھا جانے وہ سڑا بھائی دین کی خین کو چلانا وہ جٹیو عین آج یہ نین کے پھول کے میانے</p>
--	--

دربیان عشق جھانکنے کا

<p>اے عشق شروع میں بچے ہو یہ عشق قدیم سب سے اول ہے عرفان کے تیں یہ عشق استاد کو یہ فن میں کے درد کا زیبا بولے کے عیش سب کو بنیاد ہے وہ بیچ وہ جھبڑ کر دیکھایا شاید جو تیرا آشکار ہونا</p>	<p>پادن میں پرست کی بچے ہو یہ حرف سے سب کو عشق ہے یونچ جو لوہے کی پار ہونے کو عریز کے اوپر ہے وہی زیبا عرفان کے نزدیک ہے یہ رات ہے اُس کل وہی بیچ بیچ ہو کر ہمارا آیا تو فارس سون پرست کے جانا</p>
---	--

بچہ کے پیاس پرست کے مانند
 گنہ میں کلٹایا پرست کا لڑج
 پیدا ہو پرست کے آفرین کے پایا
 سہو کرنا سچ ہے اُسے بازی
 ایک منی دور جاز جازت کا
 چلن ہے اس کا لانے کو لاگو تھا
 پیٹ میں سے یہ تر مکمل جائے
 عشق کے تاب میں ٹپڑی تھا
 یہ دھری نہیں کیا نور رب
 میں رکھا ہوں سب پکا کر پایا
 تو سامنے ہے تجھے دیکھتا ہوں
 نہ اور کے بول ہیں میری زبان پر

یہ کسے تیرے رنج پرست مانند
 کس پرست کو کینہ پرست کے لڑج
 پھر کس پرست کو پرست کے پھرنا
 اس میں سے جو عشق مجازی
 اس میں سے کس کا اہسانے کا
 ناسخ ہے اگرچہ بیچ مانتا
 اس عشق میں جہت کا ریسے
 کیسے تواتر سے اس گدی میں تھا
 جملہ آئینہ میں ڈال لایا رب
 یہ کال ہوں میں سر سے نکال آیا
 اس عشق کو خوب جانتا ہوں
 تے کھیل میں میری حیا پر

در بیان ارشاد

وہ شب نہ تھے سر پر تک ڈوبنا
 میں آدھی ہوں پوتی میری کھولیا
 تسلی دی مجھے کچی پچھا تب
 ایک نور دیکھ تمام نو گھنڈ
 امتحان کروں کے بول تسنی
 ایک شغل کرو مجھے عنایت

حضرت یحییٰ مجھ کو ایک شب ارشاد
 بے ایک رچھ کا کنتھا بولیا
 یہ جی تھیں سد تھا امانت
 ایک جوت دیکھا محفل بڑمنڈ
 یہ بات کرو تو دھی سے بنستی
 یہ پی تو کر م ہے عنایت

جو شغل میں ہوئی سمند جوش
 اٹھ جائے میری من کو ہوسٹ
 فرمان کے مجھ کو دیکھو دن رات
 تو رکھ اپس کے تن میں مجھ کو
 جٹو بنیا کہیہ لایا میرا نسل
 یہ میرا بنیا ہے وہ چاند وہ نور ہے
 اس نسل کو بولتے ہیں روز
 کوئی جنیا جو حال آیا لطافت
 ہے شغل حرامی پھر ایک عقل
 وہ میرے آنکھوں میں بھریا سرکار
 نہ سو کو کھڑیئے رہا یہ رنگ
 چند روہ نور کا ہے بندہ
 وہ چاندنی میرے نس کے پاس
 اس نس نے منگی چٹو سب کام
 اس من کے مہن کو برلانا ہے
 اس تن میں بھر ب من میں
 ایک نار تھی سہرتی ملک یک
 اس کا منہ دیکھنے کے ساتھ وہ
 جس کھ ان کے منہ نیچے سید کا

چک جائے مجھے ہوسٹ مد ہوش
 ہٹ جائے کلام ہو اکتا ہست
 کہ سہل ہے وہ کھٹن رات
 تنہا ہوں مین تن میں مجھ کو
 پیار میں جٹو دھرت میں مال
 یہاں سو آتا ہے سو شمش ہے
 اس کا سب سنبھال صبح تاروڑ
 یہ باٹ ہے ہماری بن آفت
 رخصت لے آپس کے گھر دیا چل
 یہ دن کو جبے جٹو غلام گھر کا
 لیکن لے یہ سید ہے کو اپنے تنگ
 پور نور کیسا جگت کا ایک بندہ
 اس چور کے باوجود جٹو راس
 اس نسل کی کچھ کروں سرانجام
 دلدار کو دستگیر سے لانا ہے
 اور من میں جو روشنی آنکھ میں
 جس نور جو سونیا پن دُور
 آیا سیدھا آیا چند ہوا وہ
 یہ صاف نے میرے آسے کا

کر جائے کچھ ایک صفت ذاتی
 دیکھ اس کے بھاون میں توری
 یہ ددھے سوچھے تہی ہے
 کیا نکال کے غیسلام کی نل
 کسر اس برابری کی بوجہ
 نہیں میں جس کی لڑجھے سول
 جشن پر کبھی جو ہے اب پاک
 جس کے دینے کہ دل میں اگر ہے
 لعب کے پھری حوال کے طور
 یہ دسیا ہے کالی میں دیکھ کالی
 یہ چلے وہ نپٹے جم جم ہے
 اس کچ کو مارا ترک کچ ہے
 جس میں تھل ہو اوہ نیرگ
 کو ناکوں جس کے کرتار ہے
 یہ سیدھے تار کو جو کو کی جاننا
 جان بھر وہ سیدھے وہ وسیلہ
 فند تھا سو نیکیان تھے
 لے پاؤں کا نوک سے ماکالو
 نکلی نہ تھی کو ٹھری کہ باہر

جنت ہے جم جسم گے ساؤتی
 عاشق سے ہل کے جو منظور
 یہ دون یہ ہلائی رو رو دھے
 کیا بال کہ جس کو سب نسل
 تو جان وہ مسید روپ ہے
 ہو دو کلہ لاج کا مل
 میں ناک سے زینت ہے غم مان
 یا دیا کھنڈ کے دیکھ مسرہا
 یہ سفید ہو جائے جون کے بھور
 نادان بھی انار کے دانے سے
 بل سب سبند پا ہے لوح مفا ہے
 یہ بیچ ہے سویرے منی گا
 جا آئے من کہ اجارنگ
 ذیب یا جون کہ تیرا ہے
 جیسر تار کو ز شیم کہ سر بیچنا
 یہ فندک تھی سب حق حلال
 جیو جیو یا مکھگ نے ہی تھے
 لب ہنر تھے رکھنے میں صلی جانو
 دہانے کو یہ اتھ اجو انار

سارا تھا میں آدھا کپڑا یا
 چوہا سر میں اس میں بھری
 تیس میں بھری حق میں ہے
 وہ پاٹ تھے وہ پاٹ میں پڑ
 بدن چند کے چند بدن میں
 تین عشق کے دو زنجیر لایا
 یہ عشق کا روارب کون ہے
 بھلا مجھے جو کس کو جانے
 دم نہ رہے تک میں بھری ہوا
 کیا دھرم میں دھس کر کو جانے
 یہ آگے کیا بیان کر دیں
 چھاتی میں انگا ایک ہاں لگے
 کوٹے میں پھری سودھات کا
 کسر ماروں کروں کو آگ پھونچ جائے
 ہر وضو اس پر سداوار
 قیاس کے سکھ بلھے میاں
 نادان ہوئے ہیں طاقت
 پن بار ناھے کوئی ہے بار
 جب یا تمام دھر کے دھر جائے

یہ چھوڑیں مسیہ سہرے
 وہ جو دینا ہے نہ لیتے ہیں
 یہ نکو اتھپا چہرے نہ لیتے ہیں
 جون بارہ تیرا میں مسیہ
 ہن بھول رہے پچھو جاوے
 تن نیچا کے مشال میں رہا
 یہ بھیر لیس یہ فخر ہے
 ہلیا کی جہنم میں چرچا کر رہا
 کالے جلیو کہ اس میں رہا
 آگ جھل دل میں بس رہا
 کیا اس کو چڑھانے میں رہا
 دونوں شایستان کے بیچ رہا
 کھایا نہیں آگھر بھری یا کلا دا
 راج ان کا دیکھ بل بل جائے
 یہ بل یہ لک بے قرار
 نانت کہ بدن اس پر تھایاں
 دل صبر کیا پوڑا وقت
 پن دوست نہ دوسرا ہے غم خور
 تہل اس پر نام گنبد کا

اے عشق میں عیسٰی غم ہے
 اس کے گنج میں دے دوستی
 میرے سینہ میں تھپ ہو نہا
 اتنی سے دوسری کست بھی
 برچید گئی کیسے کس کے پاس
 اس فکر کو پاک دل میں جانے
 اے غمناک دل ہونے کا
 بھوکھا کہ میں اُس سے نکلیں
 کھڑے ہوئے سید نفس کو
 سچ ہو کو جدا کریں سودا نے
 اگر جیو جو اولیٰ کالی کو کوئی
 مارنے لی آگ سے باقی
 یہ نا ہو قصہ دل سٹھیں ہے
 یہ سامنے کنا سیر کھٹ بٹ
 اس میں ساجن بھل کر آیا
 لی آگ اپس کے یہ ساتھ لوگ
 اب تھے دیکھ بھگیاں
 کالی کا راب ہو تو من کھا
 سیر جھاڑو اُس پر سے لانا

اے عشق میں عیسٰی غم ہے
 اس کے گنج میں دے دوستی
 میرے سینہ میں تھپ ہو نہا
 اتنی سے دوسری کست بھی
 برچید گئی کیسے کس کے پاس
 اس فکر کو پاک دل میں جانے
 اے غمناک دل ہونے کا
 بھوکھا کہ میں اُس سے نکلیں
 کھڑے ہوئے سید نفس کو
 سچ ہو کو جدا کریں سودا نے
 اگر جیو جو اولیٰ کالی کو کوئی
 مارنے لی آگ سے باقی
 یہ نا ہو قصہ دل سٹھیں ہے
 یہ سامنے کنا سیر کھٹ بٹ
 اس میں ساجن بھل کر آیا
 لی آگ اپس کے یہ ساتھ لوگ
 اب تھے دیکھ بھگیاں
 کالی کا راب ہو تو من کھا
 سیر جھاڑو اُس پر سے لانا

ہر پار میں تازگی چسکی ہے
 نخل ہوا پھول کی خوش بوسی
 میرے دھڑکے دھڑکے کہہ دیتا
 کہیں مجھ کو ان دار کئی ایسی ہے
 اس گھسے سلی میں وہ ہاتھ جینا
 کیا اس کو بھی یہ سوسیکھلاواں
 یہ ہے سو تو کیوں ہوں رضا مند
 یہ خوبیوں نہ خیال ہر انجام
 جانب منے سیدھا دھرت پر دھر
 اپس کے طول منکے احوال
 تھا دل میں جو لینا ضرورت
 بیٹھا ہے جو دل تمام بل کا
 فرمانے کی اپنی میان کسر
 فی چٹپول یہی کہنے فریاد
 وہ بھلے جھل جھلے کون حد آگے
 یہ شوق مجھے بڑا سہرا ہے
 صبح ہوئی کی چاہ اچھے کا جسم
 یار یہ کھڑے ہیں چٹپول جھل جھل
 یہ شوق لگیا اوسر کا جک

ہر پار میں تازگی چسکی ہے
 نخل ہوا پھول کی خوش بوسی
 میرے دھڑکے دھڑکے کہہ دیتا
 کہیں مجھ کو ان دار کئی ایسی ہے
 اس گھسے سلی میں وہ ہاتھ جینا
 کیا اس کو بھی یہ سوسیکھلاواں
 یہ ہے سو تو کیوں ہوں رضا مند
 یہ خوبیوں نہ خیال ہر انجام
 جانب منے سیدھا دھرت پر دھر
 اپس کے طول منکے احوال
 تھا دل میں جو لینا ضرورت
 بیٹھا ہے جو دل تمام بل کا
 فرمانے کی اپنی میان کسر
 فی چٹپول یہی کہنے فریاد
 وہ بھلے جھل جھلے کون حد آگے
 یہ شوق مجھے بڑا سہرا ہے
 صبح ہوئی کی چاہ اچھے کا جسم
 یار یہ کھڑے ہیں چٹپول جھل جھل
 یہ شوق لگیا اوسر کا جک

یہ عمر میری نو دہرت ہے
 میں کچھ میں بوڑھا پن جو اس
 تیری شکل کھنے والی بھی سو کیا کھی
 بس عشق کو کون پہچانتا ہے
 معلوم ہوا کہ دیر تیسرا
 معلوم ہوا کہ پندرہویں
 ایک نصف جو ہے آمیز تیری
 جی دیکھ تو ہے آپسی کیا بھول
 اب اس کون اول کے تین بچا کے
 آج کار ہے جان تلک ہو رشتہ
 ہر قوم کی یہ جسدی عبارت
 پن شوق والا کون ہے زبردست
 یہ عشق ہو رہے کوہ کرکڑوا
 یہ عشق نہیں شغل ناچار
 یہ جو کا گلن کھو بریاں کر
 لانا وہ تولادہ قصر لفرے
 یہ جٹیونک الگ وہ گھاس کے گھر
 اس دو میں پڑیا ہوا ہے کیون کم
 اس منق سون ہے جو تجھے رفیق

یہ شرق میرا سرستہ ہے جس چائے
 تو آدہ میں شہزادہ شہ
 مجھ میں ہے امن کی بات
 مشرق ہے کیا سنا ہے
 گروہی ہے وہ اس کا پتہ نہیں
 آگ لگنے سے وہ نے سون لپی
 تیرے پرک میں تیرے یہ دریا پر
 اچہ آب سے مہ سون مقول
 محبوب تیسرا تجھے سارک
 تیرا شنا کرنا ہے وہ سبک منی ڈال
 دھر کون بخودی کی عبادت
 جو خوشی کے تیون خودی کر پت
 کیا شغل کی تجھ پڑی ہے پردا
 یہ جاعشق دماں ٹہیر نہ شغل کون بار
 یہ سنیان کیو لا بڑا شائستہ
 یہ دھڑ ہے جا بجا بھلا رے
 یہ عشق ایک بیج ہے وہ پھتر
 چونکہ وہ وضو ہے وہ تسیم
 تو کاڑے اس میں سے حقیقی

کیوں بند ہوا پانچویں حجہ مکہ
آنا ہے سوچ لاکھو رتہ بارت
بل پانچ محبت لاکھو رتہ بارت

مستحقین میں از خود ہرجا جسک
صورت حسنہ چتر مندی بات
پیراگندہ ایک کمال شوق ہے

کتابخانه

[illegible]

ہر ایک گھر میں خاصہ ہوتا تھا
 کسر بچہ کوں نہ کیا صورت
 ابکار کوں نہ کی ہوئی تراوی
 تہہ ہار گھنڈیا بچوں میں پڑی
 یہ بار ہے اس گھر سزاوا
 یہ گھر سزاوار ہے مہربان
 بھارے اس پر ایک دھنی
 یہ ڈالے میں فسق سال
 لپٹ لپٹ بچھا نہا نہیں
 گھور کے دیکھا ہاں ہن کارت
 پایا انسان توں سفر میں پایا
 سویدھا ہے سفر کی کرم مورسو
 یہ آدمی آدمی سفر مون سوتا ہے
 وہ ڈر نہیں ہے چاہ کے پایا
 خدمتوں کسی کی سگائے نہیں

ایک صرف مجھے کرنا پڑیا
 جس پیٹا پر پڑی نہ ڈالی
 تائب میں کون میں ایک منظور
 بڑا ہے ڈیسل دولٹوں
 مجھے صحبت کسی کی نہیں سن
 تائب کسی کی نہ بخور اکا
 تائب کی دوستی سیر کی یاد
 کھ لیا نہیں تختہ تو فی بیج
 میں کچھ نہیں پڑا یا نہ کہیں پھر ہوں
 علت نہیں میرے نفس کو ظاہر
 جس صاف میں ہے شریقی شریقا
 جس فی لشل دن میں دل پایا
 تھا باب سید مرید اس گھر
 اس گھر سون مجھے بڑی بندگی ہے
 مرنے میں سید صاحب کار
 جس مجھ جو پاک بہرہ دینے
 میں سید صاحب کوں مانجھے تائب
 کارن دو جڑت رام کارن
 میں فرکون یہ جوت کتب گاہوں

نہ ڈالی نہ چھار چھتر چھتر
 کھانڈے پر پائی گداہی
 مجبور ہو کر جا کے پردو
 ڈالی ہے وہ کس چھوڑے کون
 پیچھے سے سامنے دیکھ فارسی
 تائب ہے عشق پرور تائب کا
 میں ست ہوں مجھے کئی خبر
 بن بیج کی روش دکھل بیج
 اللہ کی فضل سے بلا ہے دور
 کیا اس کو مقیم کیا مسافر
 اسلام کی حکم کی رفاست
 دیون قلیس سو شاہ بھرا جان
 اس گھر سون کیا اپکون بھر
 جھبٹو میں جوت چکی ہے
 اس شاہ کی کرنے کا بہت چار
 شاید یہ رسی کی پیسہ دی ہے
 سکھ تو اسی سبھ تو ملکوت
 راسبوت حساب میں گھن
 جو جھبٹو کوں بھائی دھنیاں

میں من جو کہوں ایسے تو جان
 ہوا جیو کہ جا پر ان بولیا
 کر نکیر کسی قیاس اوپر
 اچھے کون تو چہ رات کو دیکھ
 کر کوئی سنگ چہڑ کے گھور
 یہ لوگ کہاں کیا یہ کج
 کوئی چھارج میں شکر نہ بھان
 جب لگیں جو تخت سکھ گاہے
 بولے تو یہ بنیا سو توٹ جانا
 خاموش کون بولتی پارس ہے
 یہ جیسا ہے علم و دانش کی شہر ہے
 رکھا دل جب چھانوں پر

اس دل کون بچکنے کون مان
 عرفان کہا بولی وہ کہاں بھولنا
 اس لئے بھائی جانوں بھائی اوپر
 مت لڑ بھچان پرست کو دیکھ
 بحر کو اب بس ہے مذکور
 یہ پسند کہاں حقیقت کج
 ہوا وند کے تین لک نہ لاوین
 لا مال یہ مقام سکنا ہے
 کسی بھانے سے منہ دکھانا ہے
 کرنے کون کہتی ہے بولہوس ہے
 کر ہوش تہو تین فراموشی
 کر ختم خدا کرے او پر ماون اوپر

اے خدا میرے سے جو کچھ خطا
 اب بحق مصطفیٰ تو کر عطا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنایا تو پر غیب کو خوشتر	میشد ذات خود اللہ اکبر
اَعْرِفْ مَخْصِيَّتِيْ تَحْكُمْنِيْ	کنت کنزاً مَحْضِيّاً نَاجِسَتْ اِنْ
بنایا بر نوح صفت کو بہتر	بیشکل نجس تن اور آپ دل کر

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اَدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ

ظہر آدمی کا نقشہ ٹھکانا	مقدس روح عظیم اُس میں ڈالا
یہ تن میں روح جب پایا مقرر	نفثت فیہ من روحی مقدس

قُلْ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

تن خاکی و نوری جس کو کہتے	زمین و آسمان لے اس کو کہتی
اسی پائیکو عاشق لقی کہہ ہیں	اس کو صورت معنی کہے ہیں
بَلَا قَا لَوْ اَکْبَرُ تَحْسِبُ رَبِّیْ	اَلَسْتُ رَبِّکُمْ لَوْ لَا بَحَارَتِ فَا

قَوْلَهُ تَعَالٰی اَلَسْتُ رَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰ شَہِدْنَا

تو جھوٹے ہیں نھو کی خوب جھوٹا	ارے غافل تو دنیو ادیکو بھلا
-------------------------------	-----------------------------

خدا کی وصل کا ہوتون مذکر	صحیحی لازم ہے اب کرنا تفکر
طالب المولیٰ مذکور	
اسے عاشق کہے ہیں مزدنا چیز	جو ہوئی نیا کو مانا سود ہی خیر
طالب الحق موصوف	
خرابی دو جہاں کی سر پو لینا	محنت نہیں بھلا دو سکین ہونا
کاھر عورتاں ہے نادرستی	اگر چاہے کہ تو ہوئی بعشتی
طالب الدنیا محنت مند	
بحر دو عالم ہیکا بہتر	بحر عشق خدا میں کام بہتر
دہی نور علی بخشے ہیں سب کو	محمد جس طرح پائے ہیں سب کو
اول عاشق اللہ ما تو رمی	
تمامی شش جھکے ہنکی سرور	ابو الابرار ہیں میری ہمیں
خدا کی نور میں روشن ہیں کل	ابو الاجساد کی ہیں جان اور دل
سہی کنج تھا نکار راز کھولا	جٹیکو کی شان میں لولاک بولا
قوله تعالیٰ لولا ان لما خلقت الافلاك	
محمد اور خدا دونوں ہیں سدا	جد اسمجھا سو پایا نہیں راز
حدیث سی الانسان سری دانا سیر کا	
ابا بکر و عمر و عثمان شہسوار	محمد کی حرف چار و سمجھ یار
خدا کی نور کی حین خاص عالی	علی فاطمہ حسین والی
خدا نے کر دیا ہے اثر کار با	او تو کے واسطے نسوان نسارا

<p>خدا کی نصیر ہوئی حجابِ شبِ نور علیکون پیچھا نے جس وہ کو خدا کی عرش کا درو زیب ہو گیا</p>	<p>اون کی نہیں اچھا نت ہیں مرد قطب تاریکی ہیں گئے نفس مشہور شب معراج کا ہے زدی یاد تہے شک ولا رب ہیں کا</p>
<p>قوله تعالیٰ ید اللہ فوق الیدین</p>	
<p>علی عک راسے ساری انسا کا علی ہے ہدایت سبیر کو</p>	<p>علی والا ہے ساری اولیا کا علی سر ہے ولایت اولیا کو</p>
<p>حدیث قدسی ارسلت علیا مع کل نبی استر اعلا نیہ</p>	
<p>علی ہیں ساقی کو شمس رک علی ظاہر چہر ٹیو میری اونی سے معیت کافض ہونا جد و امجد ہمارے جھنڈا والا ہیں شاہ ہوتی مراد اون سے پایا کمالی شاہ امنوگی باکالت یہ ذرہ اون سے رکھتا ہے امید خدا کی نعمتوں کی ہیں بھید والی دلا بچی دھین لایق امنو کی اسی کی پیروی مجھ کون سدھا اوسکی دیکھ کا چہ بخش میلا</p>	<p>علی ہیں خان و ایمان سب سر کے علی ہیں آنکھوں میں میری اونی سے اولیا کون کھشت ہوتا امین الدین علی خواجہ ہیں علا صفا فاضل ہی اونشی درخشان اونو کے بعد صین شاہ فنارت اوجا لا شاہ اون کی ہیں گئے خورشید یہ گھر ہے چشتیان کا خاص عالی اوجا لا شاہ ہیں عاشق انھو کے میرا مرشد وہ نور خدا ہے اوسکی نعمتیں ہے نفس تیرا</p>

میرا سلطان وہ صہکا نفسہرا	اس میں نور محمد ہے سارا
وقال رب اظنی مدخل صدق فاخرج فی مخرج و اظنی لی من لدنک سلطاناً نافعاً لہ	
شرح اول الف نے پر نظیر کر	رخ مرشد کو اپنی فکر کر
اس میں صورت مرشد نہایت	ظہر حس میں آیا ہے
کہوں محمد و ایں تم کو بیان دیکھ	دو زلفوں سے نکھو دھریا
قوله تعالیٰ عسی ان یغثک ربک مقام محموداً	
اسی کثرت میں تن دایم رہا کر	فلک کے مہر پر انکھیں دھرا کر
وہ نور احمدی صورت پیکر کر	نظر آوں گا جوں ماہ منور
اسی میکھے سے دل آئینہ ہوگا	وہ نور یار کھوں آملے گا
تلاوت تن بدن کی تون کیا کر	تلاوت ہے کے یہ سی بہتر
ہمیشہ بوزخ کبرا سے منسا	اس کی دھکی سودس رہسا
ویم دلی دیدھے مولا کا سرار	کوٹ میں سب تہ حیدھے یا
بشرط توفانی الشیخ ہونا	سبھی ہستی خوب کھوتا
تیری آنکھوں میں آ کر جب بیگا	وہ خورشید منور تب دیدگا
اول سالک کہیں ہے نورالرش	ہمیشہ او سپو سٹکا روز تبلس
ورنگ زرہ روپس ناہکنا	اور اس کی رنگ رجمن ابھکتنا
اسی طی کر کے نور مصطفیٰ لی	وہ خورشید حقیقت باصفالی
اول عاشق ہوں مرشد میں اپنے	لوشادی وجان دل مرشد اپنے

جدھر دیکھے اودھر تون دیکھ مرشد	کشائش جب تھے ہو دینگی
قوله تعالیٰ فاینما تو آؤ آفسم وجہ اللہ	
نفس اپنا کون ثابت دھر کے ہوتا	محبت عصفکاست کار نون لاف
تون اپنی جوش میوش ہو کر	شراب شوق سے مدہوش ہو کر
جگر میں تون تین ہو جا	مریدے بھول کر تون پیر ہو جا
جسد پر کے اپنی کو کال کئی	یا اپنے تن میں مرشد کون ملا کر
اگر مرنے کا ہے کچھ خوف تن کو	تو زندہ مشعل مردہ کریہ میں کو
حدیث موتوا قبل ان تموتوا	
ہر یکوم موت کا دوسرا کرنا	مقرر سبکینیں لا بدھی مرنا
قوله تعالیٰ فقیمنوا الموت اکنتم صادقین حدیث ذکر الموت تھا	
لا مدین و اھولہ	
سبھی حرص ہو اکون دور کرنا	یگانہ سے بیگانے ہو کے مرنا
توکل اور قناعت خوب کجی	سبھی لوگون سے ازاد ہو کجی
قوله تعالیٰ ان اللہ لا يحب المتوكلين	
زن وہ فرزند اور خویش دھر کر	میری دشمن ہیں اونے تون کر
قوله تعالیٰ انما اموالکم و اولادکم و ازواجکم عدوا لکم فاخذروہ	
ہو ایک دھر تون کرنا ذکر اعظم	کہ جون مرشد مای شاہ اگر ر
کل شیء مصفلة و مصفلة القلب ذکر اللہ	
اسی پاس نفس لے ہیں کاف	یہ توشہ راہ کا ہیکا غر نڈاف

بریک کیوں دیکھ کر اپنی توجہ	سبھی میں تم عیاں ہیں کر کو سمجھ
سبھی آدم میں سے گا تو اللہ	ایکجا جب صوی ماسوائے
دو تو غصہ کسی پر ستم کرنا	حد اور بعض دیکھنے دل میں ناظر

قوله تعالى انعمت الله على العالمين

اغرو ری اندر بکسر خرد پسندی	نہ کرنا اس کو ہر سرگرد ہوشمندی
-----------------------------	--------------------------------

العز و عزة

زنا کاری بی اور عیب برابر	فکر اس کون میری بھائی برادر
---------------------------	-----------------------------

الزانية والزانی فاجلدہ کل واحد

فساد اور جھوٹ کا تو فعل ناکر	محکی چھوڑ کر بھنٹس کیا کر
قرآنہ ان نعمہ لاکب المصدقین	قوله تعالى انعمت الله على العالمين
السنی حبیب اللہ و وکان نجفنا	و النجیل عبد اللہ و وکان رھنہ

کسی کے عیب پر حو مان ہونا	ہر ایک و کنون ہر کرنا دکھانا
---------------------------	------------------------------

قلوب المومنین عرش الله تعالى

ہر ایک وقت فکر میں و نا بھٹنا	ہر یک دم درو میں کھونا بھلا ہے
-------------------------------	--------------------------------

قوله تعالى فليصحب قلباً و

ہے ماک غسل بیشک وہ وضو ہے	نماز و نماز میں رجوع ہے
---------------------------	-------------------------

قوله تعالى ان الله يحب المتطهرين

لیکن اس کون پوشد سی کرنا	سراپنا رو برو مرشد کے دھرنا
--------------------------	-----------------------------

قلب المومنین جاشعرة من فی کرا طق و هو اجمی

بہی خطرات فاسد دلس کھڑو	صفائی قلب کی کرو کیجھ تو تیز
ان فی	و فی قلب و فی القلب فواو
ہ فی الفواو روح و فی الروح ستر و فی الستر نوڑ	
نہ کرنا نفس کی خواہش کو زخار	بٹراؤ دشمن ہے تیرا سا تو ہوشا
آب نفس پرنت زین ہرنا	یہ آمارہ کون جلدی ہی پس کرنا
قوله تعالیٰ و علی فاشترنی و قمری عین	
پوری خطر و نکایت کی کام کرنا	انہی حکمت سی کھڑا ارار کرنا
ہو اجب نہیں تو لوامہ ہو یگا	اوسی میں لھس کا لپو یگا
ہو اسویہ غالب جب اگر تو	جھام مطمئنہ کا دیکھی او
یا ایٹھا النفس المطمئنۃ آرجی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی	
فی عبادی و ادخلی جنتی	
وجودان جھار کھنی ہنکے جسکو	اسی واجب بین دیکھے ہیں کب
مقدم دیکھتا ہے رب کے تن میں	خدا کھ میا ہے دیکھ من میں
قوله تعالیٰ و فی انفسکم افلا تنصرون	
خدا کو میں دیکھا دنیا میں کہ تون	حشر میں بھی اد بھگالی بھرتون
قوله تعالیٰ من کان فی صدہ اعلمی فھو فی لا اخیر اعلمی	
تیری شہر گلی ہو ب کر کے بولا	تیری پر قد رست حق اپنی کولا
قوله تعالیٰ ان من اقرب الیہ من جبل الوریث	
خدا تیرا ہے ہمیشہ ہے نوکھبان	تیری نزدیک ہے تو کیوں پرشان

قوله تعالیٰ وهو معکم امین گفتہ

تیری ہستی ذکر میں تو ان ذکر کر	ہر ایک حالت میں ہنگاموں میں
قوله تعالیٰ فاذا کردنی اذکر کم والشکر دینی ولا تکفروا ان	حصول معرفت کا پادے سوتی
طریقہ است اور شریعت اس میں ہوتی	جو ممکن کا فی دروازہ بکھولن
حقیقت کا کھلے دروازہ بکھولن	جب عارف ہو کیا تو سب کے پانا
اس میں مستح ہے دیکھ آ یا	یہ واجب تن سے کر مایگا خدائی
اول ممکن سے کرنا آشنائی	اوسی چھوڑا تو تو ان ہو یگا ملکوت
جے صغیت یا نو کھنسی ہیں ناست	اوسیں دیکھ تو لاہوت ہسکا
اوسی ملکوت میں جو پیرت دیکھا	جو آتش عشق کی سب کون جلاؤں
اول عاشق تجبسی دیکھ لاوی	

ماہوالمحبوب

المشوق نار اذ اوقع فی القلب

دیوانیکے سر کا عقل کھونا	ہمیشہ یار کی اوٹھ غم میں رونا
کشود و جہان ہونا ہے اس میں	نشانی عشق پانا ہے اوس میں
اوسی بھی قابل کہیں ہیں	بھی عالم اکون نہ جاہل کہیں
فقہ پیر پڑ کر ویا شان ہنکے	لہ فی علم میں حیران ہنکے

قالہ مطہی العجایب صلوة اللہ علیہ العالمین نقیۃ الخیر السجاہلون

مہدی عالم وفاضل پیر کتابان	نوجہی شخص لیا صیکا و تابان
نماز کلمہ یہ پنج یہ روزہ	زکوٰۃ و زہد بتی کا ہے یہ روزہ

حدیث لا صلح الا بصور القلب

بنار عشق میں دکھائیں حسینکا	بنو اسرائیل کی درد کا پس حسینکا
معتبر ایمان بچہ میں مسلمان	سبھی پڑ پڑ کہ کلمہ میں پریشان
سہرا مار حد کر ہونک مفور	وآخر خشک ہونے کی معذور
عمر ایل کے طرح رکبتے ہیں شان	عمر ایل دوستی بکرو خوب پہچان
جو کوئی چھ سو یا نہیں کیا ہے	خدا کی بندگی سر پر لیا ہے
ادسی مرد و دو حق نے پکارا	مخالف آدمی کا ہے بچا رہ

قوله تعالى ان الشياطين ملانسان جلموسين	
غروری اور تکبر جو کریں گے	تو او ابلیس کے شر میں کریں گے

قوله تعالى الى واستكبر وکان من الکافرین	
خدا کی بندگی کرو رات کے سوا	نہ کرا بلیس کے مانند طاعات

قوله تعالى ان الذین عند ربک لا سکرون من عبادۃ	
غرض بیکار نہ رہنا کسی طر	خدا کی خوف کا رکھ دل میں غر

حدیث ایمان بین الخوف والرجا	
بجز مرشد کی راہ پانا ہے نکل	بجز مرشد عبادت سے کل

حدیث من لیس له	لہ ابلیس
حلیکی ذکر کون کسی نے بولا	کستی لو کو فی قلبی ذکر کھولا

دکر حلی	ذکر قلبی و سوسیتہ
کیونے روحی ستری بی کہے ہیں	کوئی حال فقر کا کئی ہیں

دکر روحی مشاہدہ دکر ستری مصانیہ	
---------------------------------	--

یہ نفس دہ بی جگل	غرض ہر حال عاشق ہوا دل
قولہ تعالیٰ قاتلوا انفسکم	قولہ تعالیٰ قاتلوا انفسکم
<p>ہمیشہ اوس میں اپنا خون چھٹا نہن واجب کو لا کرنا ہے بدتر محمد ہے الہ کی حسین کا گھسہ احمد ہو رسول اللہ کو پایا احمد فی الارض محمد فی محمود جسے بخشا نہیں مرشد عنایت نہیں مٹے گا او کی دا کا کٹا</p>	<p>مثال آ سر سے دل کون بنانا نہی اثبات بی کرتا ہے بہتر شریت اسیں کٹی تو تجھے ڈر الا اللہ جب ہوا احمد پایا انا فی العرش حمدی السما جو کوئی پایا نہیں حدایت اوسی آسکا لھیں یہ علم شب</p>
قولہ تعالیٰ من ید اللہ فہو المہدی	قولہ تعالیٰ من ید اللہ فہو المہدی
قولہ تعالیٰ وما یعلم ما ریلہ الا اللہ والوا منخون فی العلم	قولہ تعالیٰ وما یعلم ما ریلہ الا اللہ والوا منخون فی العلم
<p>وہی پاویگا دو عالم کی دولت سبھی حل ہیں اوسی عقدہ مشکل اوسکی رو پرور آتا ہے معبود کسی کی آرزو نین دل میں ہونا جیسی نہیں عشق دوھیکا غافل</p>	<p>اگرچہ پایا مرشد سے نعمت دعوان ذکر ارن اور منزل اوسی پر وصل حق ہوتا ہے سود کنا ہو کو وہ اپنی سارے ہونا جیسی عشق سودھیکا قاسل</p>
قولہ تعالیٰ ولا یکن من الغافلین	قولہ تعالیٰ ولا یکن من الغافلین
<p>ہمیشہ سر پر اس کے تن ملا ہے صبوی سے تیرا کام ہو فائق</p>	<p>جو کوئی آیا ہے عشق انا رجا ہے صبوی کرنا ہے آفت میں عاشق</p>

قوله تعالى ان الله مع الصّابرين

ہمیشہ ہمیں کے سود میں رہتا ہے
نہ کرنا اس میں ہرگز ذرہ خامی
سبھی کشف و کرامت اس میں ہوتا
یہ سب کی بعد ہونا فضل مولا

قوله تعالى حديث الصّابرين

کبھی بھی عین کو دل میں نہ لینا
نپٹ جلیں کہ عاشق ہو ہی نہ چوڑی
خود ہی ہستی کون اسی اس میں کھوتا
سبھی طومار سے جو نے مولا

والله محض برحمته من شاء والله ذو الفضل العظيم
سبونی ہیکا بہتر عجز کرنا

قوله تعالى لا تقنطوا من رحمة الله

جو کہاں نیک ہیں سو ان کو چھٹا
بڑی منزل ہے یار و عیدیت کے
شب داویں ہناتایم لیس
بوقت نیم شب ماہ زاری

بدی کو دل سے اپنے خورما چھٹا
نشانی سے تجھے خیریت کے
صحیر خیریں جانا دل کا میل
کرد تو بہ جناب کرد کاری

واذكر وربك في نفسك تضرعاً وخفية وودون الظاهر

من القول بالعدو والاصالة

الٹی میں تو ہوں بندہ گناہگار
یہ لولاہوں سو مجھے عمل دی
تیری بار امانت لایج دیوں
منجی ہے آرزو ہوں لامحافون
کما ہو بکا میری دوسواں ہیکا

ابنی تک نہیں ہوا ہوں نیک کردار
تیری دیدار کا مجھ کو نہ وصلہ دی
صفوں میں لایا کی سرخرو ہو
ہمیشہ مجھ کو رکھ تو لاہو توں
میرا دشمن ست خناس ہیکا

<p>بجالی میری نہیں دونجھان میں محبت پنجتن کے رکھ توں دائم میرے مرشد میں مجھ کو تو فنا کر اٹھی شرم رکھ میری ہمیشہ اگر ہیں دوست میرے گجھانیں سب کو نکو رالادی تیری طرف کی</p>	<p>مجھے رکھ سنجھ دو کو نکالیں بوقت مرگ تک کہ اس میں دائم حضور خشت میں مجھ کو غنا کر تیرے بن اور کان ہوی اندیشہ توں اُن پر فضل رکھ ہر ضرمانیں بچھانے راہ کو دوسن عرف کی</p>
<p>سبھی دوش بہشت بندھیں تیری بختی پنجتن بارہ اماں یہ کاظم عسلی کے کھر کا بندلا اوجالا شاہ سے پایا ہدایت اوجالا شاہ کون میں سجد کیا ہوا اوجالا شاہ کا بولا ہوں میں از یہ دولت ہنکے سب بندہ نوا قلندر بوعلی کا بھی اشارت وقاضی نہیں کے کئی قہر یا دنی انھو کی بھی اس میں لفظ ہنکے نظام گنجوتی او شیخ سعیدی اسی شغلوں میں تھے مولانا جانی</p>	<p>جسے چاہے توں اس راہ میں بہتری بخش یا رب میری ساری کناہ اوجالا شامی دو سکین نہ دلا اوجالا شاہ کی مہینگی ہدایت اونی سے فیض کے نعمت لیا ہوں اوس میں خواجہ حافظ ہیں شیراز جسے بادشاہ ہے اونے سرفراز اشارت دیکھو تو اس میں ہے بشارت جنو مردی او تھا ہی جسے بدنی پچھانیکا جھسی حفظ ہنکے یہ دونو اولیا بے شک ہے حاوی وعاشق پاک ہے عاشق نامی</p>

<p>سخن اکثر میں اس میں مثنوی کے سبھی میں دلیر حق سات و صلہ سودا دن کی ہریشہ مالک لینا یہ صورت عاشق کی ہریشہ مونا اسی نامہ مریخت و دیکھاؤ</p>	<p>مصنف مثنوی معنوی کے جو ادھون کھا تو طیکا غافلہ در دران پٹری کی اون پر بھیج دینا یہ نکستی دھندن کی میں نے کھولا یہ باتاں ہر کسی کو نابیناؤ</p>
<p>کس حالاً و متعلماً و مستمعاً و لایکین رابعاً</p>	
<p>مصرف کی ٹھوہر عامت میں</p>	<p>کھارے سلیس ہو کر معرفت میں</p>
<p>عزیز السلام فی الوحده والاتات بین</p>	
<p>برا بمرکا ہے تحسید ہونا کفو پس کی اس دم مانو جہان میں جو دلی نامی ہوئے ہیں اگر چاہیے کہ توں بھی اولیا ہو خدا کا عشق کر محنو کے مانف زینیا کی سیر کا عشق لانا ہزار دودھ و کیا سیر اس میں صد و ہشتاد و یک سالہ سیر سن چالیس میں بولا ہوں توحید جو کوئی دنیا میں ہے طالب مرید ہوا ہے خستہ اب ارشاد ہوا</p>	<p>صنم کی عشق میں تفرید ہونا نخان کی یکیں مرشد پچھانو بغیر عشق خدا نہیں دم لئے ہیں خدا کے عشق میں میں پن کو سب کے انالیسی میں اپنی دلگتق بند نہاں کی یوسف سفی کو پانا سندھ ہجری میں بولا میں سر میں میرے لایق رسالہ پودھ و دیار سجھی کر یا آتھی خوب تجید عجبت سی پڑی اس کو عزیزان کھا ہے مختصر درخونکھ خاست</p>

اگر لائق ہے یہ کا طور کارشاد

نوادسکو تم دعا سے کھجیو باد

ارشاد نامہ بنی نصیف کا حکم علیہ السلام ہر وقت جن سہ روز کیستہ
بتایں پہلی ماہ محرم ۱۳۳۱ھ ہجری سے دے کر ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو
ختم ہوئی ہے۔

حضرت حیات صاحب کہ باب اول صفحہ ایک والٹرہ سے لیکر ایک سہ
صفحہ تک اور حضرت بہاری صاحب اور حضرت وطن صاحب اور حضرت آراؤ
ایں چار کتابوں کے گفتگو پر لکھا ہوں اس کو صاف سے برادر۔

اے نند آئیر سے جو بکے کچھ خط

اب بحق مصطفیٰ تو کر خط

میرا پتہ ہندوستان میں نظام دکن حیدرآباد ضلع گلبرگہ شریف
تعلقہ شاہ پور میں محلہ آٹا شریف حاجی محمد عبداللہ صاحب قرآن بڈی

کاتب الحرف محمد احمد قرآن بڈی

دو نو برس میں مرشد سے مجھ کو نکات سے دلالت دے

تین دنس پُر نو برس بغسل میں رکھا تھا میں اُسے
تین کم و دتیس کے بعد دست کہ دونوں پیئر لگایا چوچ کا دہاں روز گیا
وہاں دکتھا ہے سین بڑا دہاں نور کار روز رنگا وہی روز میں یہ کتاب لکھ کریں

ظاہر کیا ہوں میں

تکلفی نہیں لکھا ہوں دیکھ یہ منظور ہے
اب یہ ہر ایک کو فصاحت معلوم ہو
جن صاحبوں کو اس کتاب میں کا مضمون جو ہونا ہے طلب کریں گے تو اس خط سے طلب کریں
میں حاضر ہوں میں خطوں سے جواب دوں گا پتہ صدر صادر ہے۔

میرا کس نام سے پکارا جائے

(۱)

اُمیدوار

اس کو کسی نام سے

دیوان چرخ عرش
کھلاں ماسہ چرخ

دین گئے اور

کونایت

گلشن دیوان کے دو مکتہ گل ہیں جسکی رعنائی

و زیبائی ہر طالب خدا اور رسول کو اپنا گریہ بنالیتی ہے۔

اگر آپ کو اس جہن بجزان کی سیر اور زاد عقبی درکار ہے تو
اس دیوان پہ کو طلب کیجئے۔ اور دونوں جہان کا لطف ادا ہوا

خزید فرما کر

اس دیوان کا ہر ایک شعر مولود شریف کہلاتا ہے۔ اور اسکا

اور

اس خاکسار کی

پڑھنے والا مداح رسول کا خطاب پاتا ہے۔

بہر مرن

اور صلا افزائی فرمایا گئے

خاکسار

نہ کثیر طبع کر دیا ہے

اور آج کے ترغیب دلا کر

ماہی محمد شیعہ عبد اللہ محمد اگر لطف نام لکھتے ہیں

اور باد جو دگر ان کا غنہ

اور اصل غنائت ہو گئے۔ چونکہ

منہج کلبر شریف

وغیرہ کے عام نام دہا کی

شاہین خریدار کی تعداد کثیر ہوئی ہے

غرض سے قیمت فی جلد ایک روپیہ (۴)

بہت کم جلدیں پائی گئی ہیں خرید و فروز دوبارہ

دکھی گئی ہے۔